(4) رِشتے داری - تعلقات کا تانہ بانہ :

رِشتے داری - تعلقات کے تانے بانے میں درجِ فہرست قبائل کا ہر فرد اپنی زندگی گزارتا ہے۔ رشتے داریوں - تعلقات کا علمی مطالعہ بتاتا ہے کہ قدیمی ذاتوں کی زندگی کے اہم مواقع مثلاً پیدائش، موت نیز مذہبی رُسومات میں رشتے داری-تعلقات کی خاص اہمیت ہوتی ہے۔ شرادّھ کی رسم، پُر روَج پوَ جا یا اچھے-بُرے مواقع پر رشتے داری-تعلق پر مبنی روایتیں، اعمال، ضوابط اور رواج کے ذریعے فرد کے سلوک کو کنٹرول کیا جاتا ہے اور اُسے ایک خاص سمت میں مائل کیا جاتا ہے۔

(5) قدیمی ذات پنچ

درجِ فہرست قبائل میں پنچ کا اثر غالب ہوتا ہے۔ ''پنچ کہے وہ پرمیشور'' کے نظریہ سے اُن کے سماج میں جج یا عدالت کا کام پنچایت کرتی ہے۔ کسی کا جُرمانہ کرنا ہو، کسی کو گناہ کے بدلے سزا کرنی ہو یا طلاق لینا ہو - یہ تمام معاملات میں 'قدیمی پنچ' اقتدارِ کلّی کام کرتا ہے۔ سیاسی طور پر ریاستی حکومت کا کنٹرول ہونے کے باوجود اُن میں داخلی نظام نیز سماجی کنٹرول کے لیے پنچ - پرتھا کو اولیت دی جاتی ہے۔

(6) نوجوانوں کی تنظیم :

نوجوانوں کی تنظیمیں کسی بھی قدیمی ذات میں مرکزی مقام رکھتی ہیں۔ ایسی تنظیمیں یوتھ آرگنائزیشن (Youth Organization) کے طور پر بھی پہچانی جاتی ہیں۔ سبھی قدیمی ذاتوں میں ایسے یوتھ آرگنائزیشن نہیں ہوتے۔ تاہم بہت سی قدیمی ذاتوں میں ایسے یوتھ آرگنائزیشن پائے جاتے ہیں۔ مشترکہ اور علیحدہ نوجوانوں کی تنظیموں کے ذریعے قدیمی ذاتوں کے غیر شادی شدہ مرد-عورت کی سماج کاری (Socialization) اور اُن کی تہذیب کا انجذاب (Assimilation) کیا جاتا ہے۔

(7) معاشی نظام کی غیر ترقیاتی صورت :

قدیمی ذاتوں میں معاشی نظام کی شکل وصورت مہذّب سماجوں کے اعتبار سے بہت غیر ترقیاتی نظر آتی ہے۔ حِصَص، ڈپوزِٹ، بینکنگ نظام کی بجائے ساہوکاروں کے ذریعے قرض کے لین - دین کا کام زیادہ کیا جاتا ہے۔

(8) غیبی قوتوں میں یقین :

درجِ فہرست قبائل غیبی اور غیر انسانی قوتوں میں یقین کرتے ہیں۔ کسی قدرتی چیز یا حیوانی مورتی کی علامت (Totem) کے ساتھ اپنی قدیمی ذات کے ایک رشتہ میں مانتے ہیں۔ نیز اُن عقائد کے اِردگرد وہ بے شمار عقائد اور توہمات گھڑ لیتے ہیں۔ اوہام پرستی کو بڑھاوا دیتے ہیں۔ شامَن، بڑوایا بھگت جیسے چمتکاری کردار کے اشخاص کا اُن پر غالب اثر دِکھائی دیتا ہے۔

(9) مخصوص ضابطۂ اخلاق :

ہر قدیمی ذات کا اپنا مخصوص ضابطۂ اخلاق ہوتا ہے۔ اِس ضابطۂ احلاق کو وہ کبھی نہیں چھوڑتے۔ ہر کسی کو اُس پر سختی سے عمل کرنا ہوتا ہے۔ سماجی زندگی میں ضابطۂ اخلاق کو وہ خاص اولیت دیتے ہیں۔

(10) سماجی-مذہبی ممنوعی نظام :

درجِ فہرست ذاتوں میں سماجی اور مذہبی شعبوں میں اور مذہبی شعبے میں ممنوعات (Taboos) کی پیروی ضروری ہوتی ہے۔ سماجی تعلقات میں ''ترکِ تعلقات'' اُن کے سماجی ممنوعات کے نظام کا اظہار کرتا ہے۔ جبکہ مذہبی رسومات اور عملیات میں بھی ''پاکیزگی کا تصور'' اُن میں واضح ہوتا ہے۔ شامن کے لیے، عورتوں کو بہت سی ممنوعات پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ یہ ممنوعات فرد کے برتاؤ کو کنٹرول کرتی ہیں۔

(11) غیبی طاقتوں کو اولیت :

قدیمی ذات کے لوگ مختلف اقسام کی غیبی طاقتوں میں یقین رکھتے ہیں۔ پہاڑی کی غیبی طاقتیں، جنگل کی غیبی طاقتیں، اجداد کی غیبی طاقتیں، مرچکیہاداروں کی غیبی طاقتیں، گاؤں کی غیبی طاقتیں نیز بھوُت، چڑیل، ڈائن جیسی بدکار غیبی طاقتوں میں یقین رکھتے ہیں۔

(12) حیات بعد الموت پر یقین :

درجِ فہرست ذاتیں موت کے بعد کی حیات میں یقین کرتی ہیں۔آبا واجداد کی پُوجا اور فطرت کی پوجا، جسم سے آزاد ہوکر روح کا وجود باقی رہتا ہے، یہ اِسی فلسفہ سے پیدا ہوئی نظر آتی ہے۔ مُردوں کو خوش کرنے کے لیے'اجتماعی شراڈھ' بھی منایا جاتا ہے۔ نیز مُردوں کے ساتھ اُن کے استعمال کی اشیاء رکھی جاتی ہیں۔ یہ تمام رسم ورواج حیات بعد الموت پر یقین کا اظہار کرتے ہیں۔

نسلی علامت (Totem)

(13) نسلی علامت (Totem)، ممنوعات (Taboo) اور گوُدنا (Tatoo) کی اہمیت :

بھارت کی کئی درجِ فہرست ذاتیں نسلی علامتوں میں یقین رکھتی ہیں۔نسلی علامت کے اردگرد بُنے گئے طرز نظام سے ٹوٹیمزم (Totemism) پیدا ہوتا ہے۔ اِسی طرح ممنوعات کی اولیت اُن میں خاص طور سے پائی جاتی ہے۔ نیز گوُدنا کا رِواج اکثر قدیمی ذاتوں میں پایا جاتا ہے۔

اِس طرح 'ٹوٹیم'، 'ٹیبو' اور 'ٹیٹو' اِن تینوں کا وجود تقریباً تمام قدیمی ذاتوں میں پایا جاتا ہے۔

(14) قلیل لباسی :

جو آدی باسی جنگل کے اندرونی علاقوں میں رہتے ہیں، وہ تو آج بھی کم کپڑے پہنتے ہیں۔

(15) نشہ آور مشروبات کا استعمال :

قدیمی ذاتوں کے لوگ کسی نہ کسی نشہ آور چیز یا مشروب کے عادی ہوتے ہیں۔ اَفیون اور گانجا، مہووا اور تاڑی کا نشے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ سماجی-مذہبی مواقع پر وہ کثیر مقدار میں شراب کا استعمال کرتے ہیں۔

(16) تعلیم کا فقدان:

شہری سماج کی بہ نسبت درجِ فہرست ذاتوں میں تعلیم کا فقدان نظر آتا ہے، بالخصوص جہاں اِسکول یا کالج کی سہولت نہیں ایسے دور دراز کے علاقوں میں۔

(17) اجتماعی رقص، اجتماعی گیتوں کا وجود :

درجِ فہرست قبیلوں میں خصوصی اجتماعی رقص ہوتے ہیں۔ ہر علاقہ میں اُس میں تنوع نظر آتا ہے۔ اجتماعی رقص کے موقعوں پر خصوصی قسم کے باجے اور ساز بجائے جاتے ہیں۔ اجتماعی گیتوں کی وہاں خاص اہمیت ہے۔ تقاریر، داستانیں، بھجن وغیرہ وہ اجتماعی طور پر گاتے ہیں۔

(18) میلے اور تیوہاروں کی اہمیت :

اِس اجتماعی زندگی میں میلوں ٹھیلوں اور تیوہاروں کے ذریعے وہ خوشی اور مسرّت کا اظہار کرتے ہیں۔مختلف موسموں میں منائے جانے والے تیوہار، جشن اور میلے اُن میں جوش وخروش بھر دیتے ہیں۔

(19) گروہی اتحاد اور گروہی شعور :

درجِ فہرست قبائل میں گروہی اتحاد (Group Solidarity) بڑے پیمانے پر نظر آتا ہے۔مکمل گروہ ایک ہی ڈور سے بندھا ہوا ایسا اِتّحاد نظر آتا ہے۔ اِسی طرح اُن میں گروہی شعور (Group Consciousness) بھی اب بڑھتا جارہا ہے۔ وہ سیاسی حقوق حاصل کرنے کے لیے شعوری طور پر کوششیں کرتے ہیں۔ بعض قدیمی ذاتوں میں بغاوت بھی ممکن ہوئی ہے۔ بالفاظِ دیگر، اپنی اتحادی قوت اور اجتماعی طاقت کو بڑھا کر وہ خود اختیار بننے کی کوششیں کررہے ہیں۔ سماجی، مذہبی اور سیاسی تحریکوں کا وجود بھی اِن میں نظر آتا ہے۔

عزیز طلبہ، یہاں یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ بھارت کی قدیمی ذاتوں کے متعلق مذکورۂ بالا خصوصیات اُن کے مکمل نظام اور طرزِ زندگی کا واضح خاکہ پیش کرتی

ہیں۔ یہ لازمی نہیں ہے کہ ہر قدیمی ذات میں یہ تمام صفات ہونی ہی چاہیے۔ اِن تمام خصوصیات کی حامل قدیمی ذاتیں کم ہی ہیں۔

بھارت کی قدیمی ذاتوں کی درجہ بندی

بھارت کی قدیمی ذاتوں کی درجہ بندی چھ طریقوں سے کی جاسکتی ہے :

(1) جغرافیائی رہائش کے لحاظ سے

آدیباسیوں کی آبادی درجِ ذیل تین طرح کے جغرافیائی علاقوں میں پھیلی نظر آتی ہے :

- **شمال۔شمال مشرق علاقہ** : اِس میں لدّاخ (جموں اور کشمیر)، ہماچل پردیش، شمالی اُتّر پردیش، سِکّم اور شمال مشرقی علاقہ (جس میں ارؤناچل پردیش، اَسم، میگھالیہ، میزورَم، ناگالینڈ، منی پؤر اور تری پؤرا۔ یہ سات ریاستیں) شامل ہیں۔
- **وسطی یا مرکزی علاقہ** : اِس میں مغربی بنگال، اُڑیسہ، بہار، جنوبی اُترپردیش، جنوبی راجستھان، گجرات، مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر شامل ہیں۔
- **جنوبی علاقہ** : اِس میں آندھر پردیش، تمِل ناڈو، کرناٹک، کیرل اور اندامان۔نکوبار کے دو مرکزی حکومت کے علاقے اور لکش دیپ شامل ہیں۔

وسطی علاقوں میں سب سے زیادہ آدی باسی آبادی پائی جاتی ہے اور یہاں آباد آدی باسی دیگر علاقوں کی بہ نسبت زیادہ مشہور ہوئے ہیں۔

(2) آبادی کی مقدار کے لحاظ سے

ڈاکٹر برِج راج چوہان قدیمی ذاتوں کی آبادی کی مقدار کو دوحصّوں میں تقسیم کرتے ہیں :

- نہایت کم آبادی والے علاقے اور ریاستیں
- وسیع آبادی والے علاقے اور ریاستیں

(3) ثقافت کے لحاظ سے

ڈاکٹر ویریئر اَیل وِین اور پروفیسر داس نیز سماجی رضا کار پریشد نے تہذیبی لحاظ سے درجہ بندی کی ہے۔

ڈاکٹر ویریئر ایل وِین نے ثقافت کے لحاظ سے چار حصّے بنائے ہیں۔

پہلا حصّہ : جس میں مشترکہ زمین والے لوگ شامل ہیں۔ وہ نہایت ہی پست معیار کی زندگی گزارتے ہیں۔ اجنبی لوگوں کی قربت سے ڈرتے ہیں۔ مثلاً بستر کے مُریا، اُڑیسہ کے بوندو اور جؤآنگ۔

دوسرا حصّہ : جو جنگل اور پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اجتماعی زندگی گزارتے ہیں۔ باہر کے لوگوں سے رابطہ بہت کم ہے۔

تیسرا حصّہ : اِس حصّہ کے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہ اپنی تہذیب میں اب تبدیلی لا رہے ہیں۔ اُن سے کچھ اپنی روایتی تہذیب کو چھوڑ کر اپنی راہ سے ہٹ کر عمل کرنے کی جانب مائل ہوئے ہیں۔

چوتھا حصّہ : اِس حصہ میں بھیل، سردار، مُریا جیسے زمین دار شامل ہیں۔ وہ معاشی لحاظ سے خوش حال ہیں۔

(4) معاشی لحاظ سے

کچھ بشریات کے ماہرین نے قدیمی ذاتوں کی درجہ بندی معاشی لحاظ سے کی ہے۔ جس میں شکار، گلّہ بانی، کھیتی، کارخانے، صنعتیں وغیرہ کے حوالے سے درجہ بندی کی جاتی ہے۔

(5) زبان کے لحاظ سے

بھارت کی تمام قدیمی ذاتوں کو زبان کے لحاظ سے تین زبانوں کے خاندان میں درجہ بند کیا جاتا ہے :

- **آسٹرو ایشیاٹک زبان خاندان** : مشرقی بھارت کے آدی باسی جن میں کول، منڈا اور خاسی آدی باسی بولنے والے آسٹرو ایشیاٹِک زبان خاندان میں شامل ہیں۔
- **دراوڈی زبان خاندان** : جس میں تمِل، تیلگو، کنڑ اور ملیالم کو شامل کیا گیا ہے۔ آندھرا میں بسنے والے گونڈ، جنوبی بھارت کے قادر، اِسلا، چینچوں، ٹوڈا وغیرہ قدیمی ذاتیں اس میں شامل ہیں۔

• **سینو-تبتّی زبان خاندان** : جس میں تبّت-برمی اور سیامی-چینی شامل ہیں۔ دارجلنگ اور ہمالیہ میں بسنے والی قدیمی ذاتیں یہ زبان بولتی ہیں۔

(6) نسلی عناصر کے لحاظ سے

اِس میں معیّنہ جسمانی خصوصیات مثلاً سَر، ناک، کھوپڑی کی کثافت، قد، بلڈ گروپ وغیرہ کو مدّنظر رکھ کر شامل کیا جاتا ہے۔

بھارت میں بہت سے ماہرین نے اس طرح درجہ بندی کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس میں متعین جسمانی خصوصیات جیسے کہ جِلد اور آنکھ کا رنگ، بال کی طرز، روئیں، ہونٹ کی بناوٹ وغیرہ شامل ہیں۔

درجِ فہرست قدیمی-تہذیبی تنوع

پیارے طلبہ، درجِ فہرست ذاتوں میں شادی بیاہ کا نظام، رشتہ داری-تعلّقات، ملکیت کا نظام، مذہبی-ادارہ، جادُو، عدلیہ، فنون اور موسیقی، داستانیں وغیرہ اُن کی سماجی اور تہذیبی زندگی کا اظہار کرتے ہیں۔ یہاں بھارت کی درجِ فہرست ذاتوں کے گروہوں کے کچھ تہذیبی تنوعات پر نظر ڈالیں۔

بھارتی قدیمی گروہ فطرت کی گوتر علامتیں، جادو، رقص، لوک سنگیت، فنون وغیرہ میں مانتے ہیں۔ فطرت کے مختلف عناصر مثلاً سوٗرج، چاند، آگ، ہوا نیز نباتات کا اُن کی تہذیبی زندگی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ فطرت کی پوٗجا اُن کی زندگی کا اٹوٹ حصّہ ہے۔ آدیباسیوں میں گوتر علامت پرستی-ٹوٹیم پرستی پائے جاتے ہیں۔ یہ ایک اجتماعی بیداری کی علامت ہے۔ جس میں جس کسی گوتر کے اراکین اپنے گروہ کے غیبی گوتر کے ساتھ پاکیزہ تعلق رکھتے ہیں۔ ٹوٹیم کے تئیں گروہ کے سبھی افراد احترام، عقیدت-بھکتی اور ساتھ ہی خوف کا احساس رکھتے ہیں۔ قدیمی ذات کے سماج میں مذہب اور جادُو تہذیبی زندگی کے اٹوٹ پہلو ہیں، اِس کے بارے میں وہ علم رکھتے ہیں۔

جادو میں وہ منتر اور تنتر کا استعمال کرتے ہیں۔ سفید جادو محافظ اور فلاحی ہے۔ جبکہ کالا جادو تانترک علوم اور بھوت پریت سے جُڑا ہوا ہے۔ وہ یقین رکھتے ہیں کہ جادو کے ذریعہ اَلوکِک طاقتوں پر اقتدار قائم کرسکتے ہیں۔

فنون

آدی باسی سینکڑوں سالوں سے فنون اور جمالیات سے جڑے ہوئے ہیں۔ اُن کے فنون میں جمالیات اور احساسات کے ساتھ سماجی عنصر بھی جڑے ہوئے ہیں۔ اُن کے خیالات، اقدار، مذہب، روایات، سماجی اور جغرافیائی حالات کے ساتھ اُن کی افادیت بھی جڑے ہوئے ہیں۔ مثلاً خوبصورت کنگھی اور بانس کی ٹوکریاں۔

فنون کے اظہار کے اسلوب اُن کی موسیقی، تال اور سُر سے بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر ویریئر ایل وِین کے مطابق ، بھارتی قدیمی ذاتوں کے فنون میں حقیقت پسندی اور علامتیت دونوں شامل ہیں۔ وہ مجسمہ سازی اور مصوّری دونوں کو شامل کرتے ہیں۔ اُن کی دیواروں، اوزاروں کے علاوہ زیورات میں وہ ظاہر ہوتے ہیں۔ آدیباسی تیوہاروں، خوشی کے مواقع نیز شادی بیاہ وغیرہ کے موقعوں پر گھر کی دیواروں کو سجاتے ہیں۔ دیواری تصویروں پر وہ ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً گجرات کے راٹھوا کا پٹھورا، اِسی طرح مُوریا لوگ ہاتھی، گھوڑا اور انسانی مجسّمے دیوؤں پر چڑھاتے ہیں۔ شادی کے موقع پر سنتھال، ڈولی کو خوبصورت طریقے سے سجاتے ہیں۔ بھارت کے آدیباسیوں میں موسیقی اور رقص میں تال، سُر نیز سازوں کا سنگم دِکھائی دیتا ہے۔ اُن کے ساز الکٹرونکس کے نہیں ہوتے۔ تاہم پھونک مارنا، ہوا بھرنا، تھاپ دینا وغیرہ سے یہ ساز بجتے ہیں۔ سارنگی، بنسری، تور، تنبور، بین، ڈھول، گھنٹ، مُردنگ وغیرہ اِس میں شامل ہیں۔

شادی بیاہ، مذہبی رسومات، تیوہار، جشن وغیرہ میں وہ رقص کرتے ہیں۔ کئی مرتبہ راجہ، شِکاری جانوروں کے مہرے وغیرہ بھی پہنتے ہیں۔ وہ اجتماعی رقص بھی کرتے ہیں۔ لوک گیتوں کے ذریعے اجتماعی زندگی کا اتحاد ظاہر کرتے ہیں۔ اُن کی زبان، طرزِ زندگی، بولی، داستان بھی اس میں بُنی ہوتی ہیں۔

(3) دیگر پسماندہ طبقے (Other Backward Classes - OBC)

پیارے طلبہ، گذشتہ ابواب میں ہم نے دیکھا کہ درجِ فہرست ذاتوں اور درجِ فہرست قبائل کے متعلق ہمارے آئین میں خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ اِن دونوں گروہوں کے علاوہ بھارت کے آئین میں 'دیگر پسماندہ طبقات' کا تذکرہ بھی ہے۔ جس میں سماجی، تعلیمی اور معاشی پسماندہ طبقات شامل ہیں۔ دیگر پسماندہ طبقات کے لیے پورے بھارت کی کوئی فہرست نہیں ہے۔ بلکہ وزارتِ تعلیم کے محکمے اور ریاستی حکومتوں نے ایسی فہرستیں بنائی ہیں۔ اِن فہرستوں میں کچھ تضاد بھی پایا جاتا ہے۔

بھارت میں سب سے پہلے 1953 میں کا کا صاحب کالیکر کی صدارت میں کمیشن (پنچ) بنایا گیا۔ اِس کمیشن نے مُلک گیر پیانے پر 2399 ذاتوں کو پسماندہ ذاتوں کی فہرست میں شامل کیا۔ اِس کمیشن نے سماجی درجے کی تدریج اور پسماندگی کو بطور پیانہ تسلیم کیا۔ تاہم اِس کی سفارِشات کو قبول نہیں کیا گیا۔

بھارت سرکار نے آئین کی دفعہ 15 اور 16 کے مقاصد کو مدّنظر رکھ کر 1979 میں دوسرا کمیشن تشکیل دیا۔ اس کمیشن کے صدر شری بی. پی. منڈل تھے۔ یہ پنچ 'منڈل کمیشن' کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ اِس پنچ کے صدر بین الاقوامی شہرت یافتہ بھارت کے ماہرِ عمرانیات ایم.این.شری نِواس تھے۔ منڈل پنچ کو حسبِ ذیل کام سپرد کیا گیا تھا:

(1) سماجی اور تعلیمی لحاظ سے پسماندہ طبقات مقرر کرنے کے پیانے متعین کرنا۔

(2) سماجی اور تعلیمی طور پر پسماندہ طبقات کی ترقی کے لیے اقدامات کی سفارش کرنا۔

(3) عوامی خدمات میں مُناسب نمائندگی سے محروم پسماندہ طبقات کے لیے ملازمتوں میں ریزرویشن کی مراعات سے متعلق سفارش کرنا۔

سماجی اور تعلیمی پسماندگی متعین کرنے کے لیے منڈل کمیشن کے اختیار کیے پیانے

منڈل کمیشن نے سماجی اور تعلیمی پسماندگی متعین کرنے کے لیے سماجی، تعلیمی اور اقتصادی یوں تین ابواب قائم کیے اور تینوں کے لیے حسبِ ذیل پیانے اختیار کیے۔ یہ پیانے درج ذیل ہیں:

(1) سماجی پیانے :

سماجی پسماندگی متعین کرنے کے لیے حسبِ ذیل پیانے اختیار کیے گئے تھے:

- جو ذاتیں یا طبقات سماجی لحاظ سے پسماندہ مانے جاتے ہوں۔
- جو ذاتیں یا طبقات اپنے روزگار کے لیے جسمانی محنت پر منحصر ہوں۔
- جو ذاتیں یا طبقات کے گاؤں میں بسنے والی 25 فیصد خواتین اور 10 فیصد مرد نیز شہر میں بسنے والی 10 فیصد خواتین اور 5 فیصد مرد، ریاست کی اوسط سے زائد تعداد میں 17 سال سے کم عمری کی حالت میں شادی کرتے ہیں۔
- جن ذاتوں یا طبقات میں ریاست کی اوسط کی بہ نسبت 25 فیصد زیادہ عورتیں روزگار کے لیے کام کرتی ہوں۔

(2) تعلیمی پیانے :

تعلیمی پسماندگی متعین کرنے کے لیے حسبِ ذیل تین پیانے اختیار کیے گئے تھے:

- ریاست کی اوسط کی بہ نسبت 25 فیصد زائد ذاتوں یا طبقات کے 5 سے 15 سال کی عمر کے بچّے اِسکول گئے ہی نہ ہوں۔
- ریاست کی اوسط کی بہ نسبت 25 فیصد زائد جن ذاتوں یا طبقات کے 5 سے 15 سال کے بچوں نے درمیان ہی میں پڑھائی چھوڑ دی ہو۔
- ریاست کی اوسط سے 25 فیصد کم جن ذاتوں یا طبقات میں میٹرک تک پڑھے ہوئے ہوں۔

(3) اقتصادی پیانے :

سماجی اور تعلیمی پسماندگی متعین کرنے کے لیے حسبِ ذیل تین اقتصادی پیانے اختیار کیے گئے تھے:

- ریاست کی اوسط کی بہ نسبت جن ذاتوں/ طبقات کے خاندانوں کی ملکیت کی قیمت 25 فیصد سے کم ہو۔
- ریاست کی اوسط کی بہ نسبت جن ذاتوں/ طبقات کے 25 فیصد سے زیادہ خاندان کچے گھروں میں رہتے ہوں۔
- جِن ذاتوں/ طبقات کے 25 فیصد سے زیادہ خاندانوں کو روزمرہ کی ضروریات کے لیے قرض لینا پڑتا ہو۔

منڈل پنچ نے ماہرین کی کمیٹی تشکیل دے کر سروے کروایا تھا۔ اِس سروے کا مقصد معلومات کے ذریعہ سماجی اور تعلیمی پسماندگی کی اکائیوں کے طور پر ذات کا پیانہ کے طور پر استعمال کیا اور دیگر پسماندہ طبقات کی فہرست تیار کر کے اپنی سفارشات کے ساتھ رپورٹ 1980 میں بھارت سرکار کو سپرد کیا۔ 1982 میں پارلیمنٹ میں اس رپورٹ پر بحث ہوئی۔

عمل، ردِعمل، انصاف اور اقدام

13 اگست 1990 کے اعلان کے ذریعہ اُس وقت کی بھارت سرکار نے منڈل کمیشن کی سفارشات پرعمل درآمد کا فیصلہ کیا۔ اِس اعلان سے بھارت سرکار کے سَندی اسمیوں اور خدمات میں دیگر پسماندہ طبقات (OBCs) کے لیے 27 فیصد اسامیاں ریزرویشن کرنے کی تجویز منظور کی گئی۔ ریزرویشن کی اِن سفارشات کی بڑی پیمانے پر مخالفت کی گئی اور عدالتِ عالیہ میں ریزرویشن کو چیلنج کرتی ہوئی پیٹشنیں داخل کی گئیں۔ عدالت عالیہ نے 19 نومبر 1992 میں اکثریتی فیصلہ سنایا۔ اِس فیصلے میں یہ شرط داخل کی گئی کہ ریزرویشن کے اعلان پرعمل کرتے وقت، دیگر پسماندہ ذاتوں میں سے جو افراد سماجی طور پر ترقی یافتہ ہیں، انہیں ریزرویشن کی مراعات سے خارج رکھا جائے۔ علاوہ ازیں سپریم کورٹ نے حکم دیا کہ بھارت سرکار اور تمام ریاستی حکومتیں پسماندہ طبقات کی فہرست کے متعلق لوگوں کی فریاد-اعتراضات کو مدّنظر رکھ کر اُس میں ضروری ترمیم واضافہ کرنے کے لیے ایک مستقل انتظامیہ کا قیام کریں۔ عدالتِ عالیہ کے اِس حکم کو مدّنظر رکھ کر 1993 میں پسماندہ طبقات کے لیے قومی کمیشن تشکیل دیا گیا۔ موقع بہ موقع اُس کی تشکیل نو کی جاتی ہے۔ 1999 میں بھارت سرکار نے ماہرین کی کمیٹی بنائی۔ اِس کمیٹی کو دیگر پسماندہ طبقات میں سے ترقی یافتہ لوگوں کی شناخت کرنے کا کام سونپا گیا۔ تا کہ دیگر پسماندہ طبقات کو حاصل ہونے والی مراعات سے اُنہیں خارج کیا جاسکے اور ضرورت مند محروم نہ رہ جائیں۔

گجرات کے دیگر پسماندہ طبقات

درجِ فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے علاوہ سماج کے کون کون سے درجے کے لوگ سماجی اور تعلیمی اعتبار سے پسماندہ ہیں یہ متعین کرنے کے لیے حکومتِ گجرات نے 1972 میں گجرات ہائی کورٹ کے رٹائرڈ چیف جسٹس اور قاعدہ پنچ کے صدر شری اے.آر. بخشی کی صدارت میں کمیشن بنایا۔ یہ کمیشن ''بخشی پنچ'' کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اِس کمیشن نے ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی۔ اِس کمیٹی کے ارکان میں بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہرِ عمرانیات آئی. پی. دیسائی بھی شامل تھے۔ اِس کمیشن کے سروے میں آئی. پی. دیسائی نے ''ٹیکنیکل ایریا کنسلٹنٹ' کے طور پر اپنی آنرری خدمات پیش کی تھیں۔ گجرات یونیورسٹی کی شعبۂ عمرانیات کی اُس وقت کی صدر تارا بہن پٹیل اور اُن کی ٹیم کا بھی عطیہ اہم تھا۔ بخشی پنچ نے کسی بھی گروہ کی سماجی اور تعلیمی پسماندگی متعین کرنے کے لیے 'ذات' کو اِکائی کے طور پر اختیار کیا تھا۔

بخشی پنچ نے الگ الگ گروہوں کی سماجی-معاشی تعلیمی حالت کا مطالعہ کرکے اور الگ الگ گروہوں کی تجویزات سُن کر مختلف مذاہب کی 82 ذاتوں کو سماجی اور تعلیمی لحاظ سے پسماندہ تسلیم کرنے کی سفارش کی۔ 1976 میں بخشی پنچ نے اپنا احوال گجرات سرکار کو سپرد کیا۔ بخشی پنچ نے جن ذاتوں/ طبقات/گروہوں کو سماجی اور تعلیمی لحاظ سے پسماندہ مانا تھا انہیں انگریزی میں Socially and Educationally Bakward Classes (SEBC) کہا جاتا ہے۔ اِس فہرست میں موقع بہ موقع اصلاح ہوتی رہی ہے۔ اِن دیگر پسماندہ طبقات کے لیے ''بخشی پنچ کی ذاتیں'' جیسا لفظ بھی مروج ہوگیا۔ بخشی پنچ کے متعین کردہ اِن 82 پسماندہ ذاتوں کو ریاستی حکومت نے گجرات میں سرکاری، نیم سرکاری شعبوں اور تعلیمی اِداروں میں ریزرویشن نشستیں دیں۔ بعض پسماندہ ذاتیں کہ جنہیں بخشی پنچ کی فہرست میں شامل نہیں کیا گیا تھا، اُن ذاتوں نے بھی اپنے پسماندہ ہونے کا دعویٰ کرکے سماجی اور تعلیمی طور پر پسماندہ ذاتوں کی فہرست میں شامل کرنے کی مانگ رکھی۔ چنانچہ 1981 میں سماجی اور معاشی پسماندگی طئے کرنے کے لیے جسٹس شری رانے کی زیرِ صدارت ایک نیا کمیشن بنایا گیا۔ یہ پنچ ''رانے پنچ'' کے نام سے پہچانا گیا۔

بعد ازیں گوپال کرشن کمیشن اور سُگنیا بین بھٹ کمیشن کا شمار ہوتا ہے۔ 2004 تک گجرات میں تقریباً 135 ذاتوں کو دیگر پسماندہ طبقات میں شامل کیا گیا۔ فی الحال تقریباً 145 جتنی ذاتوں کو اِس میں شامل کیا گیا ہے۔ جسے 27 فیصد کے تناسب سے تعلیم، نوکریاں اور سیاسی شعبے میں ریزرویشن حاصل ہے۔ اِن تمام شعبوں میں آمدنی کی حد کو مدّنظر رکھا جاتا ہے۔ بالفاظِ دیگر کریمی لیئر میں آنے والے SEBC کو ریزرویشن کا فائدہ نہیں دیا جاتا۔

اِس طرح درج فہرست ذاتوں، درجِ فہرست قبائل دیگر پسماندہ گروہوں کے علاوہ خانہ بدوش، بنجارہ ذاتوں، اقلیتی قوم وغیرہ بھی سماج میں پائی جاتی ہیں۔

بھارت کا آئین اور درج فہرست ذاتیں، درجِ فہرست قبائل اور دیگر پسماندہ گروہ

جمہوری ہندوستان نے اپنا نجی آئین قبول کیا ہے۔ ڈاکٹر بی.آر. امبیڈکر نے دستور سے متعلق ڈرافٹ کمیٹی کے صدر کی ذمہ داری ادا کی۔ دستور سازوں نے ہندوستان کو ایک خودمختار، سماج وادی، سیکیولر اور جمہوری ملک کے طور پر قائم کرنے کا عزم کیا۔ ہر شہری کو انصاف، آزادی، مساویت، اور اخوت حاصل ہو، اس کا اہتمام کیا گیا۔

دستور میں کچھ گروہوں کو خصوصی سہولیات فراہم کرنے کے لیے منتخب کیا گیا۔ مثلاً (1) درجِ فہرست ذاتیں، (2) درجِ فہرست قبائل، (3) سماجی اور تعلیمی طور پر پسماندہ طبقات۔ علاوہ ازیں اقلیتوں کے لیے بھی خصوصی اہتمام کیا گیا۔

آئین اور درجِ فہرست ذاتیں

درجِ فہرست ذاتوں کو آئین میں خاص تحفظ دیا گیا۔ سماجی ناانصافیاں اور استحصال سے آئینی طور پر آزادی دی گئی۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اِس کو حکومت کے لیے لازمی بنایا گیا ہے۔

آئین کے تیسرے حصّے کے علاوہ شہریوں کے بنیادی حقوق کے لیے اہتمام کیا گیا ہے۔ اِس کے متعلق معلومات آپ نے 10 ویں جماعت میں حاصل کی ہے۔

آئینی دفعات :

دفع : 14 سے 17، 46، 330، 332، 334، 335

دفع : 14 - قانون کے تئیں مساوات

دفع : 15 - مذہب، نسل، ذات، جنس یا مقامِ پیدائش کے سبب تفریق کی ممانعت

دفع : 16 - عوامی نوکریوں کے ضمن میں مواقع میں برابری

دفع : 17 - چھوت اچھوت کا خاتمہ

دفع : 46 - درجِ فہرست ذاتوں، درجِ فہرست قبائل اور دیگر کمزور طبقوں کے تعلیمی اور معاشی مفادات میں اضافہ

دفع : 330 - لوک سبھا میں درجِ فہرست ذاتوں، درجِ فہرست قبائل کے لیے محفوظ نشستیں۔

دفع : 332 - ریاستوں کی وِدھان سبھا میں درجِ فہرست ذاتوں اور درجِ فہرست قبائل کے لیے محفوظ نشستیں۔

دفع : 334 - محفوظ نشستوں کا ستر سال بعد خاتمہ ہوگا۔

دفع : 335 - درجِ فہرست ذاتوں اور درجِ فہرست قبائل کے سرکاری نوکریوں اور جگہوں کے لیے حق-دعوے

درجِ فہرست ذاتوں کے لیے فلاحی منصوبے

بھارت سرکار اور گجرات سرکار نے درجِ فہرست ذاتوں کی فلاح و بہبود کے لیے فلاحی منصوبے اور پروگرام کے ذریعے ترقیاتی سرگرمیاں شروع کی ہیں۔ عزیز طلبہ، آپ کو یہ ضرور جاننا چاہیے کہ سرکار کے ذریعے درجِ فہرست ذاتوں کی تعلیم کے لیے یونیفارم، آشرم اسکولیں، ہوسٹل، فیس معافی، ذہین طلبہ کی حوصلہ افزائی، ادنیٰ معاش میں لگے والدین کے بچوں کو اسکالرشپ، مفت کھانا، کم شرحِ سُود پر قرض، بیرونِ ملک تعلیم وغیرہ کے لیے سرکار حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

درجِ فہرست ذاتوں کی معاشی ترقی کے لیے کسانوں کو مدد، چھوٹی صنعتوں کے لیے قرضے، طبی گریجویٹ، وکلا وغیرہ کو قرض کے علاوہ خاتون صنعت کاروں کی مدد کی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں بین الذات شادیوں کو بڑھاوا دینا، خطِ غربت کے نیچے گزارا کرنے والے لوگوں کو گھر تعمیر کرانے کے لیے امداد، اجتماعی شادیوں کی حوصلہ افزائی، اجتماعی بیمہ اور بعض آفتوں پر امداد دینے کی تجویز کی ہے۔

بھارت میں آدیباسیوں کی فلاح و بہبود کے لیے مختلف ترقیاتی پروگراموں کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔

آدیباسیوں کی فلاح و بہبود کے لیے پروگرام :

(1) درجِ فہرست قبائل کو مدِّنظر رکھ کر بنائے گئے پروگرام - 1951

(2) پنڈت جواہر لال نہرو کے ذریعے وضع کردہ پنچ شیل کے اصول - 1956

(3) درجِ فہرست قبائل کی فلاح و بہبود کے لیے آدی باسی بلاک کی تشکیل - 1961

(4) گجرات آدیباسی وِکاس نگم کی تشکیل - 1972

(5) سنکلِت آدیباسی وِکاس پروجیکٹ – 1974
(6) گجرات راجیہ وَن وِکاس نِگم – 1976
(7) درجِ فہرست قبائل کے خاندانوں کو خطِ غربت سے اوپر اُٹھانے کے لیے غریبی کو دور کرنے کے پروگرام – 1982
(8) درجِ فہرست قبائل، سہکاری بازار سنگھ (مالیاتی ادارہ) – 1987
(9) 'راشٹریہ انوسُوچِت جاتی اور جن جاتی ناڑاں اَنے وِکاس نِگم' – 1989
(10) درجِ فہرست ذات – قبائل پر ظلم وستم کی روک تھام کا قانون – 1989
(11) پنچایتوں میں نمائندگی کے ضمن میں آئین کی 73 ویں اور 74 ویں ترمیم – 1993
(12) پنچایت کے حوالے سے پیسا (pesa) ایکٹ جس میں پنچایت راج کے اِداروں اور گرام سبھا کو بنیادی سطح پر درجِ فہرست قبائل کی شرکتی ترقی کی معاونت کرنا – 1996
(13) طرزِ فکر میں تبدیلی – خوشحالی سے ترقی اور قبائل کی اختیارکاری – 1997
(14) نیو گجرات پیٹرن – 99-1998
(15) منسٹری آف ٹرائبل افیئرس کا قیام – 1999
(16) وَن بندھو کلیان یوجنا – 2007

دیگر پسماندہ گروہوں کے لیے بھارت اور گجرات میں مختلف فلاحی منصوبوں کی مختصر معلومات :

- تعلیمی منصوبوں میں آمدنی کی حد کو مدّنظر رکھ کر ٹیوشن فیس اور اِمتحان کی فیس کی معافی
- مختلف تعلیمی ڈگریوں میں پڑھائی کے لیے وظیفہ
- کم شرحِ سودی پر قرض
- گنڑ ویلش سہائے یوجنا
- لڑکے اور لڑکیوں کے لیے سرکاری ہاسٹل کی سہولت
- ذہین طلبہ کی حوصلہ افزائی۔

معاشی منصوبہ

(1) مائو گریما یوجنا کے تحت گھریلو صنعتوں کے ساتھ ساتھ ذاتی روزگار کے لیے معاشی امداد۔
(2) قانون اور طبی گریجویٹ کے لیے، اپنا نجی پیشہ شروع کرنے کے لیے سالانہ 4 فیصد کی شرح سے قرض۔
(3) تعلیمی کوچنگ کلاس اور کمپیوٹر کی تعلیم کے لیے ماہانہ اِسٹائپنڈ فراہم کرنے کا منصوبہ۔
(4) آئی.اے.ایس./ آئی. پی.ایس. کی کوچنگ کلاس کے لیے اسٹائپنڈ نیز کتابوں کی خریدی کے لیے معاشی امداد۔

ریزرویشن پالیسی

سماج کے کمزور طبقات کے گروہوں کے لحاظ سے درجِ فہرست ذاتوں، درجِ فہرست قبائل اور دیگر پسماندہ گروہوں کے تحفظ اور ترقی کے لیے مختلف فلاحی سرگرمیوں کے علاوہ ریزرویشن کی تجویز رکھی گئی ہے۔ ریزرویشن پالیسی سماج کے کمزور طبقات کے حق میں تحفظاتی تفریق کی پالیسی ہے۔ سماجی مساوات اور انصاف کے قیام کے لیے فلاحی اقدام ہے۔

علاوہ ازیں مختلف مقابلہ جاتی اِمتحانات میں اور سرکاری نوکریوں میں عمر میں کچھ مراعات دی جاتی ہیں۔

عزیز طلبہ، ہم نے دیکھا کہ سماج کے کمزور گروہوں کو طاقتور بنانے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ اِسی طرح خواتین کی اختیارکاری کے لیے بھی متعدد کوششیں ہوئی ہیں۔ جِن کے متعلق ہم آئندہ سبق میں معلومات حاصل کریں گے۔

مشق

1. ذیل کے سوالات کے تفصیلی جواب دیجیے:

(1) درجِ فہرست قبائل کی اہم خصوصیات بیان کیجیے۔

(2) بھارت میں درجِ فہرست قبائل کا تنوع بیان کیجیے۔

(3) پسماندگی کے اہم پیمانے بتائیے۔

(4) درجِ فہرست قبائل کی درجہ بندی کیجیے۔

2. ذیل کے سوالات کے بانکات جواب دیجیے:

(1) دیگر پسماندہ طبقات پر مختصر نوٹ لکھیے۔

(2) آدیباسیوں کی ترقی کے پروگراموں کا مختصر خاکہ پیش کیجیے۔

(3) درجِ فہرست ذاتوں کے لیے آئینی دفعات پر روشنی ڈالیے۔

(4) درجِ فہرست ذاتوں کی ترقی کے لیے سرکاری منصوبوں کی مختصر معلومات دیجیے۔

3. ذیل کے سوالات کے مختصر جواب دیجیے:

(1) ٹوٹیمیزم کیا ہے ؟

(2) جادو کی اقسام لکھیے۔

(3) وریرئیر ایل وِین بھارتی قدیمی ذاتوں کے فن میں کن دو اِزموں کا ذکر کرتے ہیں ؟

(4) بھارت کی کوئی چار قدیمی ذاتوں کے نام لکھیے۔

(5) منڈل کمیشن نے سماجی اور معاشی پسماندگی کا تعین کرنے کے لیے کن تین حصوں میں پیمانے بتلائے ؟

(6) بھارت میں پسماندہ گروہوں کے لیے کتنے فیصد ریزرویشن رکھا گیا ہے؟

4. ذیل کے سوالات کے ایک جملے میں جواب دیجیے:

(1) درج فہرست ذات سے کیا مُراد ہے؟

(2) درجِ فہرست قبائل کی تعریف بیان کیجیے۔

(3) پسماندگی کا مفہوم بتائیے۔

(4) آدیباسیوں کو آئین میں کس نام سے پہچانا جاتا ہے؟

5. ذیل کے ہر سوال میں دیے گئے متبادلات میں سے صحیح بدل چن کر صحیح جواب لکھیے:

(1) بھارت میں 2011 کی مردم شماری کے مطابق درجِ فہرست ذاتوں کا تناسب کتنا ہے؟ ☐

(الف) 6.33% (ب) 16.02% (ج) 7.14% (د) 15.65%

(2) گجرات میں 2011 کی مردم شماری کے مطابق درجِ فہرست ذاتوں کا تناسب کتنا ہے؟ ☐

(الف) 6.84% (ب) 16.48%` (ج) 6.33% (د) 7.10%

(3) درجِ فہرست ذاتوں کا سب سے زیادہ تناسب کس ریاست میں ہے؟

(الف) پنجاب (ب) اَروناچل (ج) میگھالیہ (د) بہار

(4) آدیباسیوں کی تعداد کے لحاظ سے بھارت، دُنیا میں کس نمبر پر آتا ہے؟

(الف) تیسرا (ب) دوسرا (ج) پہلا (د) چوتھا

(5) بھارت کی قدیمی ذاتوں کی آبادی کی درجہ بندی کس نے کی؟

(الف) ڈاکٹر وریئیرَ ایل وِین (ب) ڈاکٹر برِج راج چوہان

(ج) میلینو وسکی (د) مجموِدار

(6) ٹوٹیمیزم واد کس میں نظر آتا ہے؟

(الف) درجِ فہرست ذات (ب) درجِ فہرست قبائل

(ج) اعلیٰ ذات (د) دیگر پسماندہ طبقات

(7) منڈل کمیشن میں بھارت کے کس ماہرِ عمرانیات کو کام سونپا گیا تھا؟

(الف) آئی. پی. دیسائی (ب) اَکشے کُمار دیسائی

(ج) ایم.این.شری نواس (د) تارا بہن پٹیل

(8) گجرات میں دیگر پسماندہ طبقات کے لیے 1979 میں کون سا کمیشن بنایا گیا؟

(الف) کالیلکر کمیشن (ب) بخشی کمیشن (ج) رانے کمیشن (د) منڈل کمیشن

سرگرمی

- آپ کی جماعت کے طلبہ کی ذات پر مبنی درجہ بندی کیجیے۔
- آپ کی اسکول میں پسماندہ طبقات کے طلبہ کو ملنے والی تعلیمی اور معاشی امداد کے بارے میں جدول بنائیے۔
- آپ کے گاؤں میں پسماندہ گروہوں کی رہائش گاہوں کا نقشہ تیار کیجیے۔
- آپ کی ذات کی تاریخ جانیے۔
- گجرات سرکار کے درجِ فہرست ذاتوں، درجِ فہرست قبائل اور پسماندہ گروہوں کے لیے مختلف منصوبوں کے بارے میں بتائیے۔

●

4 خواتین کی اختیارکاری (وُومن امپاورمنٹ)

تمہید

عزیز طلبہ، اِکائی -3 میں ہم نے سماج کے مختلف کمزور گروہوں کے متعلق معلومات حاصل کی۔ ایک وقت وہ تھا کہ جب عورتوں کو کمزور مانا جاتا تھا، تاہم حالیہ دور میں عورتیں بااختیار ہوتی جارہی ہیں۔ خواتین کی اختیارکاری کے ضمن میں سوامی وِویکانند نے کہا ہے کہ ''دُنیا کی فلاح کے لیے عورتوں کی حالت جب تک درست نہ ہوگی تب تک ترقی کی کوئی راہ مل نہ سکے گی۔ کسی بھی پرندے کے لیے ایک بازو سے اُڑنا ناممکن ہوجاتا ہے۔'' ہمارے سماج میں بھی کچھ ایسا ہی ہوا ہے اور اِسی لیے عورتوں کو اختیارات فراہم کرنے کا نکتہ دُنیا میں قلیل توجہ بنا ہے۔ خواتین کے حقوق کو آزادانہ، مساوی اور انصاف کے ساتھ اِستعمال کرنے کا مدّعا، خواتین کی اختیارکاری وُومَن امپاورمنٹ کا پہلا پائدان ہے۔ اِس کے تصور، خصوصیات اور اہمیت پر توجہ دینا ضروری ہے۔ بھارت میں بہت سی دیگر باتوں میں سے جنسی تناسب سے یہ متعلق ہے۔ جوں جوں عورتوں سے متعلق خیالات بدلتے گئے اُن کی فلاح کے رجحانات بڑھتے گئے اور ترقی کے عمل میں اُسے شامل کیا گیا۔ اِس طرح تعلیمی، معاشی، سماجی، سیاسی اور صحت کے شعبوں میں عورتوں کی اختیارکاری بڑھتی گئی۔ بھارت کا آئین، قوانین نیز خواتین کے لیے مختلف فلاحی منصوبے اور پروگراموں کے سبب خواتین کی اختیارکاری تیز ہوئی ہے۔ عزیز طلبہ، اِس اکائی میں ہم، امپاورمنٹ (اختیارکاری)، وُومن امپاورمنٹ کا مفہوم اور اس کی خصوصیات، اہمیت، بھارت میں جنسی تناسب، وومن امپاورمنٹ کے مختلف پروگرام، فلاحی منصوبے اور خواتین سے متعلق قوانین کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

خواتین کی اختیارکاری کا مفہوم :

اختیارکاری یعنی Empowerment ۔ اِولِن ہسٹ کے مطابق یہ لفظ پہلی بار 1970 میں لاطینی امریکہ میں تعلیم کے متعلق مباحثے کے دوران استعمال کیا گیا تھا۔ تحریکِ نسائیت اور رضاکاروں نے اِس خیال کی ترویج کی۔ 1980 کے بعد اِس تصور کا کثرت سے استعمال ہونے لگا۔

بھارت کے ماہرِ سماجیات **یوگیندر سنگھ** نے درج کیا ہے کہ، امپاورمنٹ (اختیارکاری) کا تصور کافی وسیع مفہوم کا حامل ہے۔ اِمپاورمنٹ کا تصور سیاہ اور حاشیائی گروہوں کی سماجی تحریکوں کے نظریہ سے پیدا ہوا۔ اُس میں وسائل کی فراہمی، پیشہ، تعلیم، صحت پر زور دیا گیا۔ بھارت کے حوالہ سے خواتین کی اختیارکاری کی تحریک اور نظریہ تحریکِ آزادی اور خواتین کی آزادی کے ضمن میں پائے جاتے ہیں۔

اختیارکاری یعنی Empowerment میں Power کا مطلب ہے اختیار۔ فیصلہ لینے کے عمل کے متعلق روشن خیالی کے ساتھ گہرا تعلق۔ وُومن امپاورمنٹ میں اختیار (Power) اہم ہے۔ جس میں قوت اور اثر شامل ہیں۔

آسان لفظوں میں یہ کہ وُومن امپاورمنٹ کا مفہوم خواتین کے پاس ایسا اختیار ہو جس میں اپنے گزر بسر کے لیے اپنی مرضی کے مطابق بااختیار اور آزاد ہو۔

رینوکا پامیا - ''وُومن امپاورمنٹ یعنی سماجی انصاف اور مساوات یا خاتون کی آزادانہ شناخت یا بطورِ انسان اُس کو تسلیم کرنا۔''

سُشیلا پارِیک - ''وُومن اِمپاورمنٹ یعنی عورتوں کا تمام اختیارات حاصل کرنا۔ اختیار اور وسائل دونوں معیارِ زندگی سے جُڑے ہوئے مفروضات ہیں۔''

اِس طرح وومن امپاورمنٹ تغیر پذیر اور کثیر جہتی مفروضہ ہے۔ جس میں خواتین کی خود کی تصویر اور سماجی تصویر میں تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ خواتین کو بطور فرد تسلیم کرکے اُسے بااختیار کرنا، فیصلوں میں شامل کرنا، اختیار اور عہدہ فراہم کرنا اور اُس کی قوتوں کو آزادانہ طور پر چلا دینا، یہ اس کی اصل بنیاد ہے۔

چندریکا راول وومن اِمپاورمنٹ کی وضاحت کرتے ہوئے اُس کی حسبِ ذیل خصوصیات بیان کرتی ہیں :

- خواتین کی اختیارکاری ایک عمل ہے۔
- اِس عمل میں خواتین کو اپنا مقام اور کشادگی ملتے ہیں۔
- یہ عمل خواتین کے ذریعہ مجموعی طور پر شعور کے ساتھ کی گئی کوششوں کا سلسلہ ہے۔
- وہ خواتین کو حقوق کا احساس دلاتا ہے۔

- وہ اختیار کا جدید تصور ہے۔
- وہ سماجی تبدیلی کا عمل ہے۔
- وہ عورتوں کی بیداری، تجربہ، خیال، برتاؤ وغیرہ سے مربوط ہے۔
- وہ عورتوں سے متعلق روایتی خیالات کو بدلتا ہے۔
- وہ مرد مخالف نہیں تاہم اُس کا مقصد یہ ہے کہ عورتیں سماج میں خودداری اور خود اعتمادی کے ساتھ آگے بڑھیں، یہ نصب العین رکھتا ہے۔

خواتین کی اختیارکاری

خواتین کی اختیارکاری :

بھارتی سماج میں سماجی زندگی میں سماجی، معاشی، تعلیمی، سیاسی، قانونی وغیرہ شعبوں میں وُومن امپاورمنٹ کی اپنی اہمیت ہے۔

(1) انفرادی اہمیت :

مختلف شعبوں کے علاوہ انفرادی طور پر عورتوں میں بیداری پیدا ہو، مسائل اور چیلنج کا مقابلہ کرسکیں، اُن میں قابلیت پیدا ہو، فیصلہ کُن اختیار حاصل کرسکیں اور خواتین اپنی قدر کو سمجھ کر سماجی ترقی میں اپنا کردار ادا کرسکیں؛ عزّتِ نفس، مفاہمت اور احترام حاصل کرسکیں نیز ناانصافیوں کو سنجیدگی سے تدارک کرنے کے لیے سرگرم ہوسکیں، اس طرح کثیر جہتی پہلوؤں کے حوالے سے خواتین کی اختیارکاری لازمی ہے۔

(2) سماجی اہمیت :

خواتین کی اختیارکاری سماج میں عورتوں کے تئیں پست جذبات کو نظر انداز کرتی ہے۔ خواتین کو احترام دلوانے کی سمت میں کوشش کرتی ہے۔ اِس ضمن میں گاندھی جی نے کہا ہے کہ ''اگر ہمیں بھارت دیش کی ترقی کرنی ہو تو سب سے پہلے ہندوستانی عورت کی ترقی کرنی ہوگی، کیوں کہ عورت سے خاندان، خاندان سے سماج اور سماج سے قوم بنتی ہے۔ 'عورت' سماج کی بنیادی اِکائی ہے۔''

خواتین کی اختیارکاری سماج میں خواتین کے تئیں ناانصافی، استحصال یا ستانا سے نجات دے کر آزادی کی طرف لے جانے کا اہم عمل ہے۔ اس کے لیے تحریکیں بھی چلی ہیں۔ خواتین کی تنظیموں اور سماجی مصلحوں نے اجتماعی شعور بھی بیدار کیا ہے۔

خواتین کی اختیارکاری خواتین کو اپنے مقام و مرتبہ میں تبدیلی لانے، اپنے بچوں کی مناسب سماجیت کاری کرنے، اہل بنانے میں کارآمد ہے۔ نیز قائدانہ صلاحیتیں پیدا کرنے میں اور خود اعتمادی میں اضافہ کرنے کے لیے بھی وہ نہایت ضروری ہے۔

(3) تعلیمی اہمیت :

خواتین کی اختیارکاری تعلیم میں ضروری ہے۔ کیوں کہ تعلیم کے ذریعہ خواتین حسبِ خواہش شعبے میں تعلیم حاصل کرکے اپنے نصب العین اور منزل حاصل کرکے، خود اعتمادی پیدا کرکے خودکفیل بننے کے لیے قابل بنتی ہیں۔

تعلیم میں خواتین کو حاصل ہونے والی خصوصی سہولیات، اِن کی اختیارکاری کو حرکت پزیر بناتی ہیں۔ خواتین کے روایتی رجحانات کو بدلنے میں تعلیمی اختیارکاری ایسا ذریعہ ہے جو خواتین کو صحیح سمت کی طرف لے جاتا ہے۔ خواتین کی معاشی اہلیت میں اضافہ کرنے کے لیے خواتین کی اختیارکاری ضروری ہے۔

(4) اقتصادی اہمیت :

کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے اقتصادی اختیارکاری بہت ضروری ہے۔ خواتین کو ملکیت میں مساوی حقوق دینا، اُس کے لیے بیداری پیدا کرنا، معاشی طور پر سرگرم خواتین کی آمدنی پر اُن کا حق رہے، اقتصادی طور پر خودکفیل بنے اس کے لیے خواتین کی اختیارکاری ضروری ہے۔

عزیز طلبہ، آپ واقف ہیں کہ بین الاقوامی شہرت کا حامل گجرات کے 'سیلف ایمپلوئڈ ویمن ایسوسی ایشن' (SEWA - Self Employed Women Association) جیسے بہت سے اِداروں نے خواتین کی اقتصادی خودکفالت کے لیے قابلِ فخر کوششیں کی ہیں۔

جو خواتین زراعت یا زراعت سے منسلک گھریلو صنعت یا نجی روزگار میں لگی ہوئی ہیں انہیں اپنے کام کی مناسب اُجرت ملے اور اس کے اقتصادی رول کی قدر کی جائے، اِس کے لیے خواتین کی اختیارکاری ضروری ہے۔ اقتصادی امپاورمنٹ بڑھے گا تو اجرت میں برابری پیدا ہوگی، جنسی امتیاز ختم ہوگا، خواتین کی بچت کے منصوبوں کو فروغ ملے گا۔ اس طرح، طویل مدّتی متوازن اقتصادی ترقی کے لیے اختیارکاری ضروری ہے۔

(5) سیاسی اہمیت :

اختیارکاری کا تصور سیاسی شعبے سے منسلک ہے۔ بھارت کے آئین میں آرٹیکل 14، 15 اور 16 میں ریاست نے زن ومرد کے مساوات کا حق، زن ومرد میں جنسی امتیاز پر ممانعت اور روزگار کے مواقع میں مساوات کا حق دیا ہے۔ اِس کے باوجود، اس کی حقیقی تصویر بالکل برعکس نظر آتی تھی؛ تاہم مقامی سوراجیہ کے اِداروں میں خواتین کے لیے ریزرویشن کے قانون کے سبب خواتین کو سیاسی اختیارکاری کا موقع دیا گیا ہے۔ ووٹ ڈالنا، انتخاب لڑنا، فتح حاصل ہونے پر اقتدار میں حصّہ دار بننا وغیرہ کے لیے خواتین کی اختیارکاری لازمی ہے۔ اس کے متعلق تفصیلی وضاحت آپ باب-8 میں حاصل کریں گے۔

علاوہ ازیں بھارت میں خواتین کے متعلق خصوصی قوانین کے ذریعے بھی خواتین کی اختیارکاری کی کوشش کی گئی ہے۔ خواتین میں صحت اور تندرستی کے متعلق بیداری پیدا کرنے کے لیے خواتین کی اختیارکاری ضروری ہے۔

بھارت میں جنسی تناسب :

فی ہزار مردوں پر عورتوں کی تعداد جنسی تناسب ظاہر کرتی ہے۔ علمِ حیاتیات کے نظریہ سے عورتیں مردوں کی بہ نسبت مضبوط ہونے کے باعث مردوں سے زیادہ لمبی عمر پاتی ہیں؛ تاہم بعض عوامل کی وجہ سے سماج میں مرد-خواتین کے تناسب میں فرق پیدا ہوتا ہے۔ جس کے سبب جنسی تناسب اور غیر مساوی جنسی تناسب کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

بھارت اور گجرات میں فی ہزار مردوں کے مقابل خواتین کا تناسب

سال	جنسی تناسب	
	بھارت	گجرات
1901	972	954
1951	946	952
2011	940	918

(حوالہ : Gender Composition of Population Provisional Population Totals India - Page - 80.)

مذکورہ جدول کی بنا پر ہم بھارت اور گجرات کے جنسی تناسب کا بالترتیب مطالعہ کریں گے۔

بھارت : آزادی سے پہلے- 1901 میں فی ہزار مردوں کے مقابل خواتین کی تعداد 972، آزادی کے بعد کے دہائی میں- 1951 میں 946 اور آخری مردم شماری 2011 میں 940 ہے۔ بالفاظِ دیگر خواتین کی آبادی میں مُسلسل گراوٹ ہو رہی ہے۔

گجرات : گجرات کی شماریات پر غور کریں تو 1901 میں 954، 1951 میں 952 اور 2011 میں 918 ہے۔ بالفاظِ دیگر خواتین کی تعداد مسلسل اور غیر معمولی طور پر گھٹتی جارہی ہے۔ 2011-1951 میں 36 ہندسوں کی گراوٹ ظاہر کرتی ہے جو سماج کے لیے باعثِ تشویش ہے۔

عزیز طلبہ، بھارت اور گجرات کی 2011 کی مردم شماری کے مطابق دیہی اور شہری جنسی تناسب دیکھیں۔

بھارت اور گجرات میں دیہی اور شہری جنسی تناسب

بھارت/گجرات	مجموعی	دیہی	شہری
بھارت	940	947	926
گجرات	918	947	880

(حوالہ : مردم شماری، بھارت-گجرات، 2011)

مندرجۂ بالا جدول سے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ بھارت میں اور گجرات میں عام مرد-خواتین جنسی تناسب میں بڑا فرق (بالترتیب 940 اور 918) ہونے کے باوجود، دونوں ہی جگہ دیہی علاقوں میں یہ تناسب 947 ہے۔ دوسری طرف ملک کی بہ نسبت گجرات میں نقلِ مکانی کا عمل اور اس میں بھی صرف مردوں کی نقلِ مکانی کا عمل موثر ہونے کے سبب ریاست کے دیہی علاقوں (947) اور شہری علاقوں (880) میں نمایاں فرق درج کیا گیا ہے۔

عزیز بچّو، ہم نے بھارت اور گجرات میں فی ہزار مرد کے بالمقابل عورتوں کا تناسب دیکھا۔ دیہی اور شہری علاقوں کے اعداد وشمار کی معلومات حاصل کی۔ اب 0-6 عمر گروہ بچوں میں جنسی تناسب پرغور کریں تو تقریباً تمام ہی ریاستوں اور مرکزی اقتدار کے تحت علاقوں میں یہ تشویش ناک ہے۔ 2011 کی مردم شماری کے مطابق بھارت میں بچیوں کا تناسب 914 ہے۔ گجرات میں یہ تناسب 890 ہے۔ سب سے زیادہ تناسب (971) میزورم میں ہے جب کہ سب سے کم تناسب (846) پنجاب میں ہے۔

بھارت کی مختلف ریاستوں میں مرد-خواتین کے درمیان بڑھتا اور گھٹتا ہوا تناسب سماج میں جنسی تناسب کی غیر مساوی کیفیت پیدا کرتا ہے۔ جس کے لیے قدرتی حیاتیاتی عوامل، نقلِ مکانی اور خواتین کے تئیں سماجی وتہذیبی نقطۂ نظر ذمہ دار ہے۔ اِس نابرابری کو ختم کرنے کے لیے ہر ریاست گوناگوں پروگرام نیز منصوبے وضع کرکے اُن پر موثرعمل درآمد پرزور دیتی ہے۔

خواتین کی اختیارکاری کے پروگرام

بھارت کے آئین کے پیش لفظ، بنیادی حقوق، بنیادی فرائض اور رہنما اصولوں میں جنسی مساوات (Gender Equality) کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مُلک کا آئین خواتین کو مساوی درجہ عطا کرتا ہے۔ اتنا ہی نہیں، بلکہ ریاست کو خواتین کے حق میں مثبت اقدامات کرنے کا اختیار دیتا ہے۔

آزادی کے بعد بھارت کی ترقیاتی پالیسی میں پنج سالہ منصوبوں میں خواتین کی اختیارکاری کے مختلف پروگراموں کی تائید کی گئی ہے۔ پانچویں پنج سالہ منصوبے کے دوران (1978-1974) پوری دنیا میں بین الاقوامی خواتین کا سال (1975) منایا گیا، خواتین عشرہ (85-1976) اُس کی حمایت کرتا ہے۔ 1990 میں بھارت کی پارلیمنٹ نے ازروئے قانون خواتین کے لیے قومی کمیشن تشکیل دیا، 1993 میں خواتین کے ساتھ کیے جانے والے تمام قسم کے امتیازات کے تدارک کے لیے اجلاس کیے گئے اور بعد ازاں خواتین کے مسائل کے حوالے سے رضا کار تنظیموں نے بھی عورتوں کی اختیارکاری کے لیے اہم کردار ادا کیا۔

پیارے بچو، خواتین کی اختیارکاری کے پروگرام، ہم وسیع پیمانے پر دیکھ سکتے ہیں۔ تاہم یہاں ہم، وُومن امپاورمنٹ کی قومی پالیسی - 2001 کے ضمن میں اُن کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔ گجرات میں خواتین پر فخریہ پالیسی بنائی گئی ہے۔ اِن دونوں پالیسیوں میں وُومن امپاورمنٹ کے متعدد پہلوؤں کو شامل کیا گیا ہے جس کا مقصد خواتین کا اقتدار، ترقی اور بہبودی ہے۔ ہمارے نصاب کو مدِنظر رکھ کر ہم تعلیمی، اقتصادی، صحت کے متعلق پروگرام نیز فلاحی منصوبوں کے بارے میں بحث کریں گے۔

(1) تعلیمی پروگرام :

گاندھی جی نے کہا تھا کہ ''اگر آپ ایک لڑکے کو تعلیم دیتے ہو تب آپ صرف ایک فرد کو تعلیم دیتے ہو، لیکن اگر آپ ایک لڑکی کو تعلیم دیتے ہو تو آپ مکمل خاندان کو تعلیم دیتے ہو۔

آزاد ہندوستان میں آئین کے ذریعے عورتوں اور مردوں میں مساوات کی قدر کو قائم کرنے کے لیے تعلیمِ نسواں پر زور دیا گیا۔ عورتوں کے حوالے سے اختیارکاری کی قومی پالیسی میں بھی تعلیم نسواں کی ضرورت کو تسلیم کیا گیا۔ تعلیمِ نسواں کو تیز کرنے کے لیے بھارت سرکار کی جانب سے متعدد پروگرام شروع کیے گئے۔ گجرات کے حوالے سے کچھ پروگراموں پر نظر ڈالیں :

- **کنیا کیلونی (تعلیمِ نسواں) رتھ یاترا :** جس میں ابتدائی تعلیم میں لڑکیوں کے داخلے کی شرح میں اضافے کے لیے نیز ابتدائی تعلیم کے معیار میں سُدھار کی غرض سے 'شالا پرویش اُتسو' پورے صوبے میں عوامی حصّہ داری سے کیا جاتا ہے۔
- **ذہین طلبہ کا اعجاز :** جماعت 10 اور جماعت 12 کے بورڈ امتحانات میں محنت اور لگن سے بورڈ میں نمبر حاصل کرنے والے طلبہ کا اعجاز کرکے خصوصی اسکالرشپ دی جاتی ہے۔ ایسے طلبہ کے ساتھ بات چیت کا اہتمام کرکے دیگر طلبہ کو بالخصوص لڑکیوں میں تعلیم کے تئیں بیداری کے پروگرام کیے جاتے ہیں۔
- **سَرو شِکشا اَبھیان :** تعلیمِ نسواں کو بڑھاوا دینے کے لیے سروشِکشا ابھیان کے تحت تعلیم نسواں کے متعلق بیداری کے پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔ ترسیل وابلاغ کے ذرائع کا بھرپور استعمال کیا جاتا ہے۔

• **شالا لوکارپَن (عوام کو اسکولوں کا عطیہ)** : بالخصوص لڑکیاں تعلیم سے محروم نہ رہ جائیں اِس غرض سے دور دراز کے دیہی علاقوں میں اِسکولیں قائم کرکے یا اسکولوں میں ساز وسامان اور وسائل کی سہولیات مہیا کر کے عوام کو پیش کی جاتی ہیں اور تعلیم نسواں کو فروغ دیا جاتا ہے۔

• **سائیکلوں کی تقسیم** : اعلیٰ ابتدائی درجات میں تعلیم کی خواہشمند لڑکیوں کو گاؤں سے 3 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع اسکول میں آمد ورفت کے لیے سائیکلوں کی تقسیم کے ذریعہ تعلیم نسواں میں رکاوٹ پیدا کرنے والے حالات کو دور کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

• **اَناج کی تقسیم** : آدیباسی علاقوں کی 1 سے 7 جماعت میں زیرِ تعلیم اور 70% حاضری درج کرنے والی لڑکیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے نیز والدین میں تعلیم نسواں کے تئیں مثبت رجحان پیدا کرنے کے لیے مفت اناج کی تقسیم کے پروگرام کے ذریعہ آدیباسی علاقوں کی اسکولوں میں ڈراپ آوٹ ریشیو کم کیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں حقِ تعلیم (RTE - Right to Education) سپت دھارا، گنوتسو وغیرہ کے متعلق معلومات فراہم کرنے والے پروگراموں کے ذریعہ بھی تعلیم نسواں پر زور دیا جاتا ہے۔

اِس طرح، تعلیم سے متعلقہ پروگراموں میں تعلیمِ نسواں پر زور دے کر خواتین کی اختیارکاری کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

(2) اقتصادی پروگرام :

خواتین کی اختیارکاری کے لیے اقتصادی آزادی لازمی ہے۔ اقتصادی خود کفالت فرد کو طاقت ور بناتی ہے۔ ہماری قومی پالیسی میں عورتوں کی اقتصادی خود کفیلی پر زور دیا گیا ہے۔

قومی پالیسی میں اقتصادی پروگرام :

قومی پالیسی کے تحت ذیل کے پروگراموں کے ذریعہ خواتین کو بیدار کرکے انہیں طاقتور بنانے کے لیے کوششیں کی جاتی ہیں :

- غیر متحد شعبوں میں سرگرم عورتوں کے لیے روزگار کے مواقع کے بارے میں معلومات۔
- یکساں تنخواہ کے متعلق معلومات۔
- عورتوں کو ڈپوزِٹ بچت کے متعلق معلومات۔
- اقتصادی کاموں کی نابرابر تقسیم کا خاتمہ۔
- کام کے اوقات کے متعینہ گھنٹوں کے متعلق معلومات۔
- کام کاج کی جگہوں پر سلامتی کے ماحول کی قانونی دفعات کے متعلق معلومات۔
- متحد شعبوں میں دولت کمانے کے لیے ضروری لیاقت کی معلومات۔

اِس قسم کے پروگرام چلا رخواتین کے اقتصادی امپاورمنٹ کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

گجرات میں بھی کئی طرح کے پروگرام چلائے جاتے ہیں۔

تعلیمی کلاس : گھر کے آنگن میں سبزیاں اُگانا، کیٹنگ اور کچن گارڈنگ کے متعلق تعلیمی کلاس چلا کر خواتین کو ڈیمونسٹریشن کے ذریعے تعلیم دے کر خود کفیل بنانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

پیشہ کے شعبے : خواتین کو متحد اور غیر متحد اقسام کے پیشوں اور روزگار کے متعلق معلومات بہم پہنچانے والے پروگراموں میں شامل کرکے اُن کی صلاحیتوں میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

نُمائش-فروخت : قومی اور ریاستی سطح پر نمائش-فروخت کے پروگراموں کے ذریعے نجی روزگار، چھوٹی اور گھریلو صنعتوں سے جُڑی ہوئی خواتین کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ ''ہُنر سے روزگار'' کا مقصد اس میں مرکزی مقام پر ہے۔

زرعی رتھ میلے : زراعت سے جُڑی ہوئی خواتین کو شامل کرکے کھیتی کے متعلق سائنسی معلومات بہم پہنچائی جاتی ہے۔ جس سے فصل کی مقدار میں اضافہ کیا جاسکے اور کم محنت میں وہ زیادہ روزگار حاصل کرسکے۔

خواتین کے گروپ اور روزگار پروگرام : خواتین کی اقتصادی خود کفالت کو فروغ دینے کے لیے سہیلی (سَخی)-منڈلیوں کو، خواتین-گروپ کو سرکار کے مختلف اقدام کے متعلق معلومات فراہم کرنے کے لیے متعدد پروگرام کیے جاتے ہیں۔ جن میں بالخصوص مارکیٹنگ، بازار کا نظم ونسق، قرض کے منصوبے، بچت کے منصوبے وغیرہ کے متعلق معلومات فراہم کی جاتی ہے۔

اِس طرح اقتصادی شعبے میں بہت سے پروگرام کا اہتمام کر کے خواتین کی اختیارکاری کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

(3) حفظانِ صحت مرکوز پروگرام

بھارت سرکار کی ڈومن-امپاورمنٹ کی قومی پالیسی میں خواتین کی صحت وتندرستی پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔

بھارت سرکار کے محکمۂ ہیلتھ اور خواتین اور اطفال فلاح کے محکمہ کے ذریعے خواتین کی صحت کے پروگراموں کے اہتمام کے ذریعے انہیں صحت اور تندرستی سے متعلق معلومات فراہم کرنے کے لیے حسبِ ذیل کوششیں کی جاتی ہیں۔

سماجی برائیاں اور خواتین کی صحت : سماج کے بُرے رسم ورواج سے خواتین کی بگڑی ہوئی صحت کے متعلق معلومات فراہم کرنے والے پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔ مثلاً بچپن کی شادی سے صحت کے لیے درپیش خطرات، غیر قانونی طور پر حمل کی جانچ سے جسم کو ہونے والے نقصانات۔

زچہ- فلاحی پروگرام : خواتین کو نُطفہ حمل ٹھہرنے، دودھ پلانے اور بچوں کی پرورش نیز نگہداشت سے منسلک سائنسی پروگرام کی معلومات دے کر خواتین کی صحت وتندرستی کا تحفظ کیا جاتا ہے۔

فیملی پلاننگ پروگرام : خاندان کا محدود قد نیز ماں اور بچوں کی فلاح سے متعلقہ پروگرام کے بارے میں معلومات دینے والے پروگرام کے ذریعہ خواتین کو خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کے متعلق سائنسی طریقوں سے معلومات فراہم کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں پرائمری ہیلتھ سینٹر کی اہمیت وافادیت نیز زچگی کے روایتی طریقوں کے نقصانات وغیرہ کے معلومات فراہم کرنے والے پروگرام کیے جاتے ہیں۔

تغذیاتی غذا کے متعلق پروگرام : خواتین میں ناقص تغذیہ کی مقدار کم کرنے کے لیے Nutrition Week کے ذریعہ تغذیاتی غذا کی معلومات دینے والے پروگرام تیار کیے جاتے ہیں۔ بالخصوص قوّت مدافعت میں اضافہ کرنے والی توانائی بخش غذا کے متعلق بیداری پیدا کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

گجرات میں مذکورہ بالا پروگراموں کے علاوہ عورتوں کی صحت وتندرستی کے متعلق دیگر کئی پروگرام بھی چلائے جاتے ہیں۔ مثلاً،

بیٹی بچاؤ، بیٹی کا استقبال کرو تحریک : سماج میں جنسی تناسب کے توازن میں ہونے والے خلل کو دور کرنے کے لیے، لڑکیوں کی پیدائش کو قبول کرکے، خواتین کی صحت وتندرستی کے تحفظ کے لیے ریلی، ڈرامے، سیمینار، کانفرنس، مباحثے، وغیرہ پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔

بیداری کے پروگرام : عورتوں کی صحت وتندرستی سے متعلقہ تنگ نظری میں تبدیلی لانے کی غرض سے بیداری کے پروگرام کیے جاتے ہیں۔ بالخصوص دیہی اور آدیباسی علاقوں میں خواتین کی صحت کے ضمن میں لوگوں کے ذہن میں تبدیلی لانے کے لیے ہیلتھ سینٹر کی سہولیات میں اضافہ کرکے، میڈیکل افسروں کے ذریعے عوامی بیداری کے پروگرام کیے جاتے ہیں۔

اِس طرح، صحت سے متعلق پروگراموں کے ذریعے صحت وتندرستی کے باب میں خواتین کی اختیارکاری کی جاتی ہے۔

اِس طرح خواتین کی اختیارکاری کے لیے تعلیمی، اقتصادی اور صحت وتندرستی سے متعلق پروگراموں کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اُن پر عمل درآمد کے ذریعہ خواتین کی اختیارکاری کی کوششیں کی جاتی ہیں، جس میں سرکاری، غیر سرکاری اور نجی ادارے بھی اپنا اپنا رول ادا کرتے ہیں۔

(4) فلاحی منصوبے :

بھارت کے آئین میں ''سب کی فلاح'' کا جذبہ شامل ہے۔ ملک اور ریاست کی پالیسیوں میں شہریوں کی فلاح سے متعلق منصوبوں پر زور دیا گیا ہے۔

گجرات میں خواتین کے لیے کچھ اہم منصوبے

گجرات میں خواتین کی اختیارکاری کے لیے بنائے گئے منصوبوں پر ایک نظر ڈالیں۔

(1) تعلیمی شعبے میں :

گجرات میں 2011 کی مردم شماری کے مطابق مجموعی خواندگی کی شرح 78.03% ہے۔ جس میں مردوں کی خواندگی کی شرح 85.75% اور عورتوں کی خواندگی کی شرح 69.68% ہے۔ گجرات میں دیہی خواندگی کی شرح 61.4% اور شہری خواندگی کی شرح 81.0% درج کی گئی ہے۔ خواتین کی خواندگی کی شرح میں اصلاح کے لیے طرح طرح کے منصوبے تیار کرکے اُن پر عمل درآمد کرنے کے لیے مسلسل کوششیں کی جاتی ہیں۔ ایسے کچھ منصوبوں کی فہرست درج ذیل ہیں :

- وِدیالکشمی بونڈ
- کستوربا گاندھی بالیکا وِدیالیہ
- قبائلی ذاتوں کی لڑکیوں کے والدین کو اَناج کی امداد۔

- لڑکیوں کی فوجی اِسکول کی طالبات کو اسکالر شِپ ، یونیفارم اور تعلیم کا اہتمام۔
- لڑکیوں کو مفت تعلیم۔
- لڑکیوں کے لیے ہاسٹیل۔
- سائیکل کی امداد۔
- سرکاری پولیٹیکنک میں زیرِ تعلیم یا سرکاری انجینئرنگ کالج میں زیرِ تعلیم لڑکیوں کے لیے ہاسٹیل کی سہولت کا اہتمام۔
- قبائلی علاقوں میں سرکاری پولیٹیکنک یا انجینئرنگ کالج میں زیرِ تعلیم لڑکیوں کے لیے ہاسٹیل کی سہولت۔

تعلیمی منصوبے

- وِدیا سادھنا یوجنا
- ایس.ایس.سی. کے بعد کے کورس کے لیے درجِ فہرست قبائل کی خواتین کو اسکالرشِپ۔

(2) اقتصادی شعبے میں :

2011 کی مردم شماری کے مطابق گجرات میں کام کاج میں حصہ داری کی شرح 40.98% ہے۔ جس میں مردوں کی حصہ داری کی شرح 57.16% اور عورتوں کی حصہ داری کی شرح 23.38% ہے۔

گجرات میں جو متحدہ شعبوں میں مصروف خواتین میں سے عوامی متحدہ شعبوں میں 57.47% خواتین اور پرائیویٹ متحدہ شعبوں میں 42.53% خواتین کام کرتی ہیں۔

کام کاج میں خواتین کی حصّہ داری بڑھانے کے لیے حسبِ ذیل کئی منصوبے بنائے گئے ہیں۔

- خواتین کے لیے تعلیم کا منصوبہ
- خواتین کے لیے مخصوص روزگار کے دفاتر قائم کرنا۔
- مِشن منگلم یوجنا
- روزگار مراکز - دیہی علاقوں میں خود- معاونت گروپوں کے فیڈریشن کی یوجنا
- ماتا یشودا گورَو نِدھی
- گھر - دیوڑا یوجنا
- وَرکنگ وِیمن ہاسٹل سہولت ہوجنا
- خواتین کے ذریعے چلائے جانے والے دودھ پیداوار کی منڈلیاں نیز غلّہ بان خواتین کی حوصلہ افزائی وغیرہ امدادی منصوبوں کے عمل کے ذریعہ خواتین کی اقتصادی اختیارکاری کی جاتی ہے۔

(3) صحت وتندرستی کے شعبے میں :

کسی بھی ملک یا ریاست میں معیاری آبادی پر زور دیا جاتا ہے۔ پیدائش-موت کا یکساں تناسب، صحت اور تغذیاتی خوراک، متوازن جنسی تناسب وغیرہ اُمور کو مدّنظر رکھ کر منصوبے بنائے جاتے ہیں۔ گجرات میں اچھی صحت کے لیے کئی منصوبے بنائے گئے ہیں۔ مثلاً،

- چرنجیوی یوجنا
- ای-ممتا
- بیٹی کا استقبال یوجنا
- کستوربا پوشن سہائے یوجنا
- جننی سُرکشا یوجنا
- دیکری یوجنا

- آشاورکر کی حوصلہ افزائی کا منصوبہ
- نرسنگ کالجوں میں زیرِ تعلیم طالبات کو اسٹائپنڈ
- ماں اور بچوں کے اسپتال کے لیے تعاون
- کشوری شکتی یوجنا
- راجیو گاندھی بالیکا سمرُدّھی یوجنا - سَبلا
- اندرا گاندھی ماترُتوَ سَہیوگ یوجنا

وغیرہ منصوبوں کے ذریعے خواتین کی صحت میں سُدھار لانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

(4) سماجی شعبوں میں :

کمزور طبقات کی خواتین کو اوپر اُٹھانے کے لیے گجرات میں سماجی فلاح کے مقصد سے درج ذیل مختلف منصوبے بنائے گئے ہیں :

- بھگوان بُدھ راجیہ اسکالرشپ
- ڈاکٹر امبیڈکر سرکاری ہاسٹل
- ڈاکٹر سویتا امبیڈکر بین الذات شادیوں کی حوصلہ افزائی کے لیے امداد
- کنور بائی کا ما میرا / منگل سوتر یوجنا
- مائی رمابائی امبیڈکر سات پھیرا اجتماعی شادی یوجنا
- خواتین کے لیے سلائی کلاس کی تعلیم اور مالی امداد
- سرسوتی سادھنا یوجنا
- اپاہج وبیوہ مکان سہائے یوجنا
- بیوہ پینشن یوجنا
- بیواؤں کی اقتصادی بازآبادکاری کے لیے تعلیم اور وسائل کی امداد کا منصوبہ
- زِنا بالجبر کی شکار خواتین کی مالی امداد کا منصوبہ
- وِدِھ لکشمی مہیلا کلیان یوجنا
- اَبھینم - 181، میلا ہیلپ لائن یوجنا
- سرکاری مہیلا آشرئے گھروں کی اصلاح
- دماغی غیر توازن یا HIV/AIDS میں مبتلا خواتین کے لیے پناہ گاہوں کا منصوبہ
- وزیرِ اعلیٰ مہیلا پانی سمیتی پروتساہن یوجنا
- سُرکشا سیتوُ یوجنا
- سَم رَس مہیلا گرام پنچایت کو امداد کا منصوبہ

اِن منصوبہ جات کے ذریعے سماج کے محروم یا کمزور طبقات کی خواتین کی امداد کر کے اُن کی اختیار کاری کی جاتی ہے۔

(5) کھیل کود کے شعبے میں :

خواتین کی جسمانی اور دماغی نشوونما کے لیے خاتون کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کی غرض سے گجرات میں متعدد منصوبے بنائے گئے ہیں، جوحسبِ ذیل ہیں :

- مہیلا آتم رَکشا یوجنا ''پڑکار''
- خاتون کھلاڑیوں کو اسکالرشِپ
- درجِ فہرست ذات کی خاتون کھلاڑی کو انعام واکرام کا منصوبہ

اِن حوصلہ افزائی کرنے والے منصوبوں کے ذریعے خود حفاظتی کے مقصد سے خواتین کی کھیل کود کے شعبوں میں حصہ داری میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

سرکار کے اِن حوصلہ افزا پروگراموں اور منصوبوں کے ذریعے خواتین کی اختیارکاری کی جاتی ہے، جس میں سرکاری اِداروں کے علاوہ غیر سرکاری اور نجی اِدارے بھی اہم کردار نبھاتے ہیں۔

خواتین اور قوانین

عزیز طلبہ، ہم نے خواتین کی اختیارکاری کے پروگرام اور اُن کے فلاحی منصوبوں پر ایک نظر ڈالی۔ اب ہم خواتین کی حالت میں سُدھار کے لیے وضع کردہ خواتین مرکوز قوانین کے متعلق معلومات حاصل کریں گے یہ معلومات ہم تین حصّوں میں درجہ بند کر کے سمجھیں گے :

(1) خواتین کے آئینی حقوق :

آئینی قانون کسی بھی ملک کا بنیادی قانون تسلیم کیا جاتا ہے۔ بھارت میں سماجی تبدیلی کے لیے، خواتین کے مقام و مرتبے میں سُدھار لانے کے لیے قانونی دفعات کے ذریعے خواتین کو مردوں کے مساوی درجہ اور مساوی مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔ آئین کی دفعات کے ذریعے خواتین کے لیے مخصوص اہتمام کیا گیا ہے۔ بالفاظِ دیگر خواتین کو آئینی حقوق دیے گئے ہیں۔ جس میں زندگی جینے کا، بالغ عمر میں شادی کرنے کا، اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق شادی کرنے کا، طلاق حاصل کرنے کا، دوبارہ شادی کرنے کا، شوہر یا والد کی ملکیت میں سے ورثہ یا حصّہ حاصل کرنے کا، مطلّقہ بیوی کی حیثیت سے شوہر سے نان ونفقہ حاصل کرنے کا، ظلم وستم سے بچنے کے لیے شوہر سے الگ رہنے کا، نجی کمائی اور ستری دھن پر اپنا مکمل حق رکھنے کا، کمزور طبقات کی خواتین کو مفت قانونی امداد حاصل کرنے کا، استحصالی رسم ورواج سے تحفظ کا، تعلیم، روزگار اور سیاست میں ریزرویشن نشستوں کے ذریعے مخصوص حقوق حاصل کرنے کا حق وغیرہ شامل ہیں۔

(2) خواتین کا تحفظ کرنے والے قوانین :

خواتین کی حیاتیاتی - تہذیبی - معاشی شعبوں کے امپاورمنٹ کے لیے خواتین کے لیے تحفظاتی قوانین بھی بنائے گئے ہیں۔ ہم اُن میں سے کچھ قانونی دفعات کا مختصر تعارف حاصل کریں گے۔

قانون	سال	قانون کا مقصد
غیر اخلاقی تجارت کو روکنے کا قانون	1956	جنسی استحصال سے تحفظ
جہیز ممانعت قانون	1961	جہیز کی بُری رسم کا خاتمہ
اسقاطِ حمل سے متعلق قانون	1971	خواتین کی زندگی اور عزّتِ نفس کا تحفظ
فحش نمائش پر ممانعت کرنے والا قانون	1986	خواتین کی بے عزّتی یا انہیں مہذّب الاخلاقی ڈھنگ سے پیش کرنے کے خلاف تحفظ
ستی ممانعت قانون (یہ قانون سب سے پہلے 1829 میں بنایا گیا تھا۔ بعدازاں اُسے پوری طرح ختم کر کے، ازسرِ نو 1987 میں دوبارہ بنایا گیا۔)	1987	بیوہ عورت کو زندہ رہنے کا تحفظ
گھریلو تشدد کے خاتمہ کا قانون	2005	خواتین کو گھریلو تشدد سے تحفظ
کام کاج کی جگہ پر عورتوں کی جنسی چھیڑ چھاڑ روکنے کا قانون	2013	کام کی جگہ پر عورتوں کے جنسی استحصال اور جنسی چھیڑ چھاڑ سے تحفظ کا اہتمام۔

مذکورہ بالا جدول میں بتائے گئے قوانین کے علاوہ دیگر بھی کچھ تحفظاتی قوانین ہیں، جو خواتین کے مقام و مرتبے کو نقصان پہنچانے والے حادثات سے تحفظ دِلا کر خواتین کی اختیارکاری کو فروغ دیتے ہیں۔

(3) خواتین کی فلاح کے قانون

بھارت ایک فلاحی ریاست ہے۔ اِس آئیڈیل کو مدّنظر رکھ کر عورتوں کے لیے فلاحی قوانین بنائے گئے ہیں۔ ہم اِن میں سے بعض قوانین کی دفعات کی معلومات حاصل کریں گے۔

قانون	سال	قانون کا مقصد
فیکٹری ایکٹ	1948	خواتین کے کام کے گھنٹے متعین کرنے کے لیے۔ گھوڑیا گھر (مرکز اطفال) کا انتظام کرنا۔
کامدار راجیہ بیمہ قانون	1948	کام کرنے والی خواتین کو ایامِ حمل وزچگی اور بیمہ کے فوائد پہنچانا۔
بیڑی اور سگریٹ کامدار قانون	1966	خواتین کے لیے رات میں روزگار یا نوکری پر ممانعت کا اہتمام
یکساں تنخواہ کا قانون	1976	مردوں کے برابر تنخواہ دینا۔
خاندانی عدالت قانون	1984	خواتین کو تیزی سے انصاف - بچوں کی فلاح کے لیے عدالتوں کا قیام
قانونی خدمت امداد سے متعلقہ قانون	1987	کمزور طبقات کے مرد وخواتین کو مفت قانونی امداد کی فراہمی
مہیلا راشٹریہ پنچ قانون	1990	خواتین مرکوز قوانین پر موثر عمل درآمد کرنا

مذکورہ بالا قوانین اور اِن کے علاوہ بھی متعدد قوانین کے ذریعے خواتین کی اختیارکاری کو فروغ دیا جاتا ہے۔

عزیز طلبہ، خواتین کی اختیارکاری کے متعلق اِس سبق میں معلومات حاصل کی۔ اختیارکاری کے سبب خواتین کے مقام ومرتبے میں تبدیلی نظر آرہی ہے۔ عمرانیات میں سماجی اور تہذیبی عمل کافی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں جن کی معلومات ہم اگلے باب میں دیکھیں گے۔

مشق

1. مندرجہ ذیل سوالات کے تفصیلی جواب لکھیے :

(1) خواتین کی اختیارکاری ڈومن امپاورمنٹ کی تعریف دے کر اس کی اہمیت وافادیت بیان کیجیے۔

(2) خواتین کی اختیارکاری کے اہم پروگرام بیان کیجیے۔

(3) گجرات میں خواتین کے لیے تعلیمی اور اقتصادی شعبوں کے منصوبے بیان کیجیے۔

2. مندرجہ ذیل سوالات کے بانکات جواب دیجیے :

(1) خواتین کی اختیارکاری کا تصوّر سمجھائیے۔

(2) خواتین کی اختیارکاری کی خصوصیات بیان کیجیے۔

(3) گجرات میں خواتین کی صحت وتندرستی سے متعلق منصوبے بیان کیجیے۔

(4) خواتین کو تحفظ عطا کرنے والے اہم قوانین پر نوٹ لکھیے۔

(5) خواتین کے آئینی حقوق بیان کیجیے۔

3. مندرجۂ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیجیے :

(1) بھارت اور گجرات میں 2011 کی مردم شُماری کے مطابق دیہی اور شہری علاقوں میں جنسی تناسب بتائیے۔

(2) خواتین کی فلاح کے لیے بنائے گئے کن ہی پانچ قوانین کے نام لکھیے۔

(3) خواتین کی اختیارکاری کی تعریف دیجیے۔

4. مندرجۂ ذیل سوالات کے جواب ایک جملے میں دیجیے :

(1) 'امپاورمنٹ' لفظ کی ابتدا کب ہوئی ؟

(2) جنسی تناسب سے کیا مراد ہے؟

(3) SEWA کا مکمل نام بتائیے۔
(4) بھارت میں وُومن امپاورمنٹ کی پالیسی کب تشکیل دی گئی ؟
(5) خواتین مرکوز قوانین کو بالخصوص کن تین حصّوں میں درجہ بند کیا جاسکتا ہے؟
(6) فیکٹری ایکٹ کب بنایا گیا ؟

5. ذیل کے ہر سوال میں، نیچے دیے گئے متبادلات میں سے صحیح بدل چُن کر جواب لکھیے :

(1) 1901 میں بھارت میں جنسی تناسب کتنا تھا ؟
(الف) 954 (ب) 946 (ج) 972 (د) 952

(2) سائیکل امدادی منصوبے کا فائدہ کسے دیا جاتا ہے؟
(الف) لڑکیوں کو (ب) لڑکوں کو (ج) دونوں کو (د) ضعیفوں کو

(3) مردم شماری 2011 کے مطابق بھارت میں سب سے زیادہ بچّیوں کا تناسب کس ریاست میں ہے؟
(الف) راجستھان (ب) میزورم (ج) تمِل ناڈو (د) اُتّر پردیش

(4) 2011 کی مردُم شماری کے مطابق بھارت میں سب سے کم بچیوں کا تناسُب کس ریاست میں ہے؟
(الف) مدھیہ پردیش (ب) بہار (ج) چھتّیس گڑھ (د) پنجاب

(5) چرنجیوی یوجنا کس قسم کا منصوبہ ہے؟
(الف) تعلیمی (ب) اقتصادی
(ج) صحت اور خاندانی منصوبہ بندی (د) سماجی انصاف اورحق سے متعلق

(6) کنور بائی کا امیرا منصوبہ کس باب میں شمار کیا جاتا ہے؟
(الف) سماجی انصاف اورحق سے متعلق (ب) اقتصادی
(ج) تعلیمی (د) صحت اور خاندانی فلاح

(7) اسقاطِ حمل کا قانون کب بنایا گیا ؟
(الف) 1961 (ب) 1954 (ج) 1956 (د) 1971

(8) خواتین کے لیے قومی کمیشن کب بنایا گیا ؟
(الف) 1990 (ب) 1954 (ج) 1935 (د) 1971

(9) کام کی جگہ پر خواتین کی جنسی دست اندازی اور چھیڑ چھاڑ کی روک تھام کا قانون کب بنایا گیا ؟
(الف) 2005 (ب) 2013 (ج) 1971 (د) 1956

سرگرمی

- خواتین کی اختیارکاری کے لیے سرکار کے مختلف منصوبوں کے متعلق معلومات حاصل کیجیے۔
- آپ کی رہائش گاہ کے علاقے میں خواتین کی اختیارکاری کے متعلق بیداری کے پروگرام منعقد کیجیے۔
- بھارت کی نامور خواتین کا چارٹ تیار کرکے اُن کے متعلق مختصر نوٹ لکھیے۔

●

5 تبدیلی کے سماجی - ثقافتی تعملات

تمہید

پیارے طلبہ، ہم نے پچھلے سبق میں خواتین کی اختیارکاری کا معنی، اہمیت، اِس کے پروگرام اور قانون کے بارے میں سمجھ حاصل کی۔ اب ہم اس سبق میں تبدیلی کے سماجی ثقافتی تعملات کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

تبدیلی ایک عمل ہے۔ تبدیلی یعنی تغیر۔ جو ہے اُس سے کچھ الگ ہونا یعنی تبدیلی۔ جب قابلِ ذکر تغیر نمایاں ہوتب تبدیلی کا پتہ چلتا ہے۔ تبدیلی قدرت کا قانون ہے۔ قدرت کی طرح سماج میں مسلسل تبدیلی نظر آتی ہے۔ تسلسل اور تبدیلی ہر سماج کی خصوصیت ہے۔ سماجی، ثقافتی تبدیلی ایک مسلسل چلنے والا عمل ہے۔ تبدیلی کے سماجی، ثقافتی تعملات معلوم کرنے میں عمرانیات کو دِلچسپی ہے کیوں کہ سماجی، ثقافتی تعملات کے ذریعے سماجی نظام میں اہم نتائج پیدا ہوتے ہیں نیز وہ سماجی زندگی کا اہم معاملہ ہونے سے اس کی سمجھ حاصل کرنا ضروری ہے۔

پہلے افراد زمین پر پالتی مار کر ہاتھ سے کھانا کھاتے تھے اس کی بجائے اب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر چمچ اور چھری کانٹوں سے کھاتے ہیں۔ بسنت پنچمی کے بجائے ویلینٹائن ڈے منانے کا رواج عام ہوا ہے۔ یہ مثالیں تبدیلی کے کون سے ثقافتی تعمل کا نتیجہ ہیں کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ یا عمرانیات میں مندرجہ بالا تبدیلی ظاہر کرنے کے لیے کن نظریات کا استعمال کیا جاتا ہے اُسے آپ جاننا چاہتے ہیں؟

دوستو، آپ مغربیت، تہذیب کاری، عالم گیریت (گلوبلائزیشن) اور لبرَ لائزیشن (کھلی منڈی کی حمایت) جیسے الفاظ سے واقف ہوں گے۔ لیکن یہ الفاظ عمرانیات میں کس طرح کارآمد ہیں؟ یہ الفاظ تبدیلی کے منبعوں نیز سماجی-ثقافتی تعمل کے خیال کے طور پر کیا سمجھاتے ہیں اس کی وضاحت کرنا ضروری ہے۔ کیوں کہ ایسے سماجی ثقافتی تعملات سماجی زندگی میں، سماجی تعلقات پر نیز احساسات کے اظہار میں اہم اثرات پیدا کرتے ہیں لہٰذا ان کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ اِسی ضمن میں ہم سب سے پہلے سماجی-تہذیبی تبدیلی کے معنی نیز تبدیلی کے ماخذ مثلاً تہذیب کاری، عالمگیریت، مغربیت اور لبرَ لائزیشن جیسے سماجی-تہذیبی تبدیلی کے عمل کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

سماجی تبدیلی کے معنی : سماجی تبدیلی ایک مسلسل چلنے والا عمل ہے۔ وہ ہمہ گیر ہے۔ سماج کے ڈھانچے میں مسلسل تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں اداروں میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ جب سماجی تنظیموں میں قابلِ ذکر تبدیلی واقع ہوتب اسے سماجی تبدیلی کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر ذات پات کے نظام میں واقع تبدیلی۔

سماجی تبدیلی کی تعریف

کینگسلے ڈیوس – 'سماجی ڈھانچہ اور افعال میں ہونے والی تبدیلی کا مطلب ہے سماجی تبدیلی' مثلاً : مشترکہ خاندان کی جگہ غیر مشترکہ (نیوکلیئر) خاندان کا رواج ڈھانچہ میں ہونے والی تبدیلی کی جانب اشارہ کرتا ہے نیز خاندان کی تفریح کا کام فلم، ٹی.وی. وغیرہ نے لے لیا ہے جو فعل میں تبدیلی ظاہر کرتا ہے۔

سماجی تبدیلی کی خصوصیات

(1) سماجی تبدیلی تعمل ہے۔
(2) سماجی تبدیلی ہمہ گیر تعمل ہے۔
(3) سماجی تبدیلی سماجی ڈھانچہ میں تبدیلی ظاہر کرتی ہے۔
(4) سماجی تبدیلی سماجی افعال میں تغیر ظاہر کرتی ہے۔
(5) سماجی تبدیلی خودکار نیز منصوبہ بند عمل کی شکل میں نظر آتی ہے۔

تہذیبی تبدیلی

ہندوستانی سماج میں سماجی تبدیلی کو سمجھنے کے لیے تہذیبی تبدیلی کو سمجھنا نہایت اہم ہے۔ مختلف عوامل کی اثر کی وجہ سے جدید دور میں روایتی ہندوستانی سماج میں متعدد تہذیبی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔

ثقافتی تبدیلی کے معنی اور تعریف :

ثقافتی تبدیلی، ایک وسیع معنی رکھنے والا نظریہ ہے۔ اس میں تہذیب سے شامل تمام موضوعات مثلاً فنون، سائنس، مشینی سائنس، فلسفہ، زبان، ادب وغیرہ، نیز سماجی اداروں کی ہیئت، ترکیب اور افعال میں وقوع پزیر ہونے والی تبدیلیاں شامل ہیں۔

ثقافت کا خیال وسیع ہے۔ ثقافت کے مادّی اور غیر مادّی پہلوؤں میں واقع ہونے والا تغیر ثقافتی تبدیلی ہے۔ ثقافت کے مادّی پہلو میں فرنیچر، آلات، مکان وغیرہ شامل ہیں۔ مثال کے طور پر کچّے مکان کی بجائے پکّا جدید مکان، رابطے کے لیے فون کی بجائے سیل فون کا استعمال وغیرہ ثقافت کے مادّی پہلو میں واقع تبدیلی ہے۔ اسی طرح سے تہذیب کے غیر مادّی پہلوؤں میں مصوّری، رقص، علم، زبان وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جدید مصوّری اور بول چال اور لکھنے میں انگریزی کا استعمال ثقافت کے غیر مادّی پہلو میں واقع ہونے والی تبدیلی ہے۔

ثقافتی تبدیلی میں ثقافت کے قدیم اور جدید عناصر کی آمیزش ہوتی ہے جو عام طور پر نئی دریافت اور توسیع کے ذریعے ہوتی ہے۔ جب ایک ثقافت کے عناصر دوسری ثقافت کے ڈھانچہ میں شامل ہونے پر وہ اُس سماج کے لیے نئی ثقافت بن جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان کے آئین میں جمہوریت کو نصب العین قبول کرنے پر ملک میں ملوکیت کے بجائے جمہوری تہذیب پھیلی اور مستحکم ہوئی ہے۔

فنون، سائنس، فلسفہ وغیرہ ثقافت کے عناصر میں واقع تبدیلی یعنی ثقافتی تبدیلی ہے۔ اس میں سماجی اداروں کی ہیئت، اصولوں میں ہونے والی تبدیلی کا بھی شمار ہوتا ہے۔ اس طرح ثقافتی تبدیلی سماجی تبدیلی کے مقابلے میں زیادہ وسیع خیال ہے۔ یعنی کہ تمام سماجی تبدیلیاں ثقافتی تبدیلیاں کہی جاسکتی ہیں۔ مثال کے طور پر قدروں میں واقع ہونے والا تغیّر۔

میکائیور اور پیج - ''ثقافتی تبدیلی میں مذہب، ادب، فنون وغیرہ میں واقع ہونے والے تغیر کا شمار ہوتا ہے۔ سماجی تبدیلی ثقافتی تبدیلی کے مقابلے میں زیادہ حرکت پزیر ہوتی ہے۔ کیوں کہ سماجی تعلقات میں جتنی تیزی سے بدلاؤ آتا ہے اتنی تیزی سے فنون، سائنس، ادب، روایت، مذہب، فلسفہ وغیرہ میں نہیں آتا۔'' مثال کے طور پر ماں باپ اور اولاد کے تعلقات میں واقع ہونے والی تبدیلی۔

سماجی اور ثقافتی تبدیلی باہم اثر انداز ہوتی ہے۔ دونوں سماج پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ مثلاً، گروہی زندگی اور تعلقات میں تبدیلی آئے تو تہذیب کے عناصر، قدروں، عقائد وغیرہ پر اثر کرتے ہیں۔ اسی طرح، تہذیبی ماحول بدلنے پر سماجی زندگی بدلتی ہے۔ اس طرح باہم اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر تہذیبی تبدیلی سے دیہی زندگی میں بدلاؤ آیا ہے۔

کئی بار سماجی نظام میں کسی بھی طرح کا بدلاؤ کیے بغیر ثقافتی نظام میں بدلاؤ رونما ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، زبان دانی کے تلفظ یا آواز سے متعلقہ بدلاؤ، موسیقی کی طرز میں تبدیلی، تہذیب میں ہونے والی تبدیلی ہے، اس کے باوجود اس کا سماج پر کوئی خاص اثر نہیں ہوتا۔ لہٰذا عمرانیات کو ایسے تہذیبی بدلاؤ میں دلچسپی ہے کہ جو سماجی اداروں میں پیدا ہوتے ہیں اور سماجی ادارے کو متاثر کرتے ہوں۔ سماجی تبدیلی اور تہذیبی تبدیلی کے بیچ ایک باریک حد ہونے کی وجہ سے کون سی تبدیلی رونما ہوئی ہے یہ کہہ پانا مشکل ہوتا ہے۔

ثقافتی تبدیلی کی خصوصیات

(1) ثقافت کے کسی بھی حصے میں واقع ہونے والی تبدیلی :

ثقافت کے کسی بھی عناصر یا حصّہ میں ہونے والے بدلاؤ کو ثقافتی تبدیلی کہا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر ہینڈلوم کی بجائے پاورلوم کا استعمال، نوراتری کا بدلا ہوا روُپ۔

(2) سماج کے آلاتی نظام میں ہونے والی تبدیلی :

سماج اپنی ضرورتوں کی تسکین کے لیے ساز وسامان تیار کرتا ہے، جس میں مشینیں، سواریاں، مکانات، کتابیں، ظروف، فرنیچر وغیرہ جیسی سہولتوں کے ساز وسامان میں ہونے والی تبدیلی ثقافتی تبدیلی ہے۔ مثال کے طور پر بیٹھنے کے لیے سوفا سیٹ، کھانے کے لیے ڈائننگ ٹیبل کا استعمال۔

(3) سماج کے معیاری نظام میں ہونے والی تبدیلی :

سماجی تعلقات کے نظام کو برقرار رکھنے کے لیے سماج معیاری نظام تشکیل دیتا ہے، جو ثقافت کا حصّہ ہے۔ لہٰذا، قانونی نظام میں ہونے والی تبدیلی کو ثقافتی تغیر کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، شادی سے متعلقہ قوانین میں بدلاؤ، خواتین کو اختیارات عطا کرنے والے قوانین، ملوکیت سے جمہوری نظام طرزِ حکومت۔

سماجی-تہذیبی تبدیلی کا معنی سمجھنے کے بعد اب ہم تبدیلی کے ثقافتی تعملات کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

ثقافت کاری

جماعت-11 میں ہم ''طبقاتی تشکیل'' کے سبق میں دیکھ چکے ہیں کہ روایتی ہندوستانی سماج میں ذات پات پر مبنی طبقاتی نظام تھا۔ یعنی فرد کا سماجی رتبہ وہ جس ذات میں پیدا ہوتا ہے اُس اعتبار سے حاصل ہوتا ہے اور وہ زندگی بھر اس ذات کی رکنیت اور رتبہ قائم رکھتا ہے۔ طبقاتی نظام میں فرد اس کی زندگی کے دوران تعلیم، تربیت یا کسی اور طریقے سے اپنا درجہ بدل سکتا ہے۔ مختصراً ذات پات کے نظام میں درجہ کا بدلنا ناممکن ہے یہ ماہر عمرانیات مانتے تھے؛ لیکن ہندوستان کے مشہور ماہرِ عمرانیات پروفیسر ایم.این. سرینواس نے اپنے مطالعہ کے ذریعہ بتایا کہ ذات جیسے بندھے ہوئے طبقاتی ڈھانچہ میں تبدیلی ممکن ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے تہذیب کاری جیسے تہذیبی عمل کا نظریہ پیش کیا۔

ثقافت کاری بدلاؤ کا داخلی منبع ہے۔ ثقافت کاری نے ہندوستانی سماج میں سماجی تغیر لانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ثقافت کاری ایک ایسا سماجی اور تہذیبی تعمل ہے، جو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں آباد ہندوؤں میں وسیع طور پر نظر آتا ہے، نیز قبائلی سماج میں بھی یہ عمل جاری ہے۔

ثقافت کاری کے معنی

ثقافت کاری کا تعمل نہایت قدیم ہونے کے باوجود 'ثقافت کاری' لفظ اور خیال سب سے پہلے ایم۔این۔ سرینواس نے پیش کیا۔ انھوں نے "Religion and Society among the Coorg" کتاب میں ذات کی تبدیلی کو سمجھانے کے لیے 'برہمن کاری' لفظ استعمال کیا تھا۔ اس کے بعد ڈیوڈ پوکوک اور دیگر ماہرینِ بشریات (Anthropologists) نے کہا کہ نچلی ذاتوں کے لیے برہمن کے علاوہ دیگر ذاتیں بھی ماڈل بنتی ہیں۔ لہٰذا، سرینواس نے برہمن کاری کے بجائے ثقافت کاری لفظ کا استعمال کیا۔

ثقافت کاری مفہوم میں صرف ثقافت کی تلقید کرنا ہے یہ معنی نہیں؛ لیکن سنسکرت زبان کی مذہبی کتابوں میں جس قسم کے افکار، عقائد ظاہر ہوتے تھے جو اعلیٰ ذاتیں اختیار کرتیں اُن کی نقل نچلی ذاتیں کرتیں؛ لہٰذا ثقافت کاری لفظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

ثقافت کاری کی تعریف :

ایم.این.سرینواس- ''ثقافت کاری ایک ایسا تعمل ہے کہ جس میں نچلی ہندو ذات، قبائلی یا دیگر گروہ ان سے اعلیٰ مانی جانے والی ذاتوں یا دوسرے درجے کی اعلیٰ ذاتوں کے رواجوں، رسومات، اندازِ فکر اور طرزِ زندگی کی تقلید کرتی ہیں۔ ایسا کر کے وہ خود کے روایتی سماجی درجہ ذاتوں کی ترتیب میں اونچا ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں۔''

ثقافت کاری کے تعمل کے پہلو

ایم.این. سرینواس نے اپنی کتاب "Social Change in Modern India" (جدید ہندوستان میں سماجی تبدیلی) میں ثقافت کاری کی تفصیل سے بحث کی ہے۔ اُس کی بنیاد پر اس ثقافتی تعمل کے چند پہلوؤں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

(1) ثقافت کا تعمل جماعت کے لیے ہے یعنی اس تعمل میں فرد نہیں بلکہ پوری جماعت عمودی حرکت کرتی ہے اور اس کے لیے برادری اپنا دعویٰ بھی پیش کرتی ہے۔ بالفاظِ دیگر ثقافت کاری ہو تو جماعت کو خود بخود اونچا درجہ حاصل نہیں ہوجاتا بلکہ اس کے لیے اُسے کوشش کرنی پڑتی ہے۔

(2) ثقافت کاری سے جو تحریک یا تبدیلی پیدا ہوتی ہے اس سے ذات برادری کا فہرست میں مقام یا درجہ بدلتا ہے، لیکن ڈھانچے میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یعنی ذات کا نظام بنیادی طور سے تبدیل نہیں ہوتا۔ اس طرح کی تبدیلی سماجی تعمل ہے۔

(3) ثقافت کاری سے اقتصادی ترقی ہو اِس کی کوئی گارنٹی نہیں۔ یہی نہیں، اقتصادی اور سیاسی لحاظ سے پیش رفت ہوں لیکن تہذیبی درجہ اونچا نہ ہوا ایسے افراد بھی تہذیب کاری کے ذریعہ اپنا درجہ اونچا لاتے تھے۔

(4) ثقافت کاری کے خیال میں مقامی موثّر ذات کا رول اہم ہے۔ اِسے ہم آگے دیکھیں گے۔

(5) ثقافت کاری کا تعمل صرف ہندو ذاتوں میں نظر آتا ہے ایسا نہیں ہے۔ اعلیٰ ذاتوں کی تقلید کرکے آدی باسی گروہ بھی ذات کا درجہ حاصل کرنے کا دعوہ کرتے ہیں۔ مغربی ہندوستان میں 'بھیل' اور وسطی ہندوستان میں 'گونڈ'، 'ہو'، 'اُراؤ' اس کی مثالیں ہیں۔ اس ضمن میں ثقافت کاری گروہوں اور ذاتوں کی عمودی حرکت پزیری اور تبدیلی کا ثقافتی تعمل ہے۔

(6) ثقافت کاری کے تعمل کے دوران تصادم ومخالفت بھی نظر آئی ہیں۔ سرینواس بتاتے ہیں کہ ایسی مثالیں پیش آتی ہیں کہ جب تقلید کرنے والی ذاتوں میں رونما تبدیلیوں کی اعلیٰ ذاتیں مخالفت کرتی ہیں ساتھ ہی نچلی ذاتوں کے دعووں کو تسلیم نہیں کرتیں۔ اس طرح ذاتوں کے درمیان تصادم بھی نظر آتا ہے۔

(7) چند نچلی ذاتیں اعلیٰ ذات کا نام یا کنّیت اختیار کرکے اعلیٰ ذات کا دعوہ کرتی ہیں۔ اس کے لیے انہوں نے 1931 کی مردم شماری میں اپنی ذات کو اعلیٰ ذات کے طور پر درج کروایا تھا۔ اس کو بھی سرینواس ثقافت کاری کہتے ہیں۔

(8) ثقافت کاری دو رُخی تعمل ہے۔ ایک جانب نچلی ذاتوں کو اُن سے اونچی مانی جاتی ذات کا درجہ دلا کر حرکت پزیری حاصل کرتی ہیں؛ تو دوسری جانب ایسا کرتے ہوئے اپنی ذات کی کچھ اچھی باتوں کو چھوڑ بیٹھتی ہیں۔

ثقافت کاری کا تعمل اور بااثر ذات (اعلیٰ ذات)

ثقافت کاری کی بنیاد میں مقامی بااثر ذات کا کردار اہم ہے۔ طرزِ زندگی کی تقلید کرنے میں برہمن کے علاوہ دیگر ذاتوں کی بھی پیروی کی جاتی ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے سرینواس نے 1955 میں سب سے پہلے "The Social System of a Mysore Village" نامی کتاب میں بااثر ذات کا خیال پیش کیا۔ ان کی رائے کے مطابق بااثر ذات دیہی سماجی زندگی، نیز ثقافت کاری کی پیٹرن سمجھنے کے لیے مفید ہے۔

ذات کو بااثر ماننے کے لیے سرینواس نے چند معیار پیش کیے ہیں :

(1) مقامی علاقے کی قابلِ ذکر زمین ان کی ملکیت میں ہونی چاہیے۔

(2) تعداد کے لحاظ سے اُس علاقے میں ان کی آبادی قابلِ ذکر ہونی چاہیے۔

(3) اعلیٰ روایتی درجہ کے ساتھ تعلیم کا تناسب، سرکاری محکمہ میں ملازمتیں، آمدنی کے شہری ذرائع بھی چند ذاتوں کو دیہاتی علاقوں میں اقتدار وعزت دے کر بااثر بناتے ہیں۔ ان معیاروں کے لحاظ سے دیکھا جائے تو گجرات میں مقامی طور پر چند علاقوں میں شتریہ اور پاٹیدار بااثر ذات کا درجہ رکھتے ہیں۔

تبصرہ – حدود

ثقافت کاری کے خیال کی کئی سطحوں پر تنقید ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر

(1) ثقافت کاری سے چند لوگ عدم مساوات پر مبنی سماجی نظام میں خود کا مقام درست کرلیتے ہیں؛ لیکن اس سے سماج میں مروجہ عدم مساوات وتفریق نابود نہیں ہوتے یہ بات قابلِ غور ہے۔

(2) اعلیٰ ذات کا طرزِ زندگی اعلیٰ ہوتی ہے اور نچلی ذات کا کمتر، یہ ثابت ہوتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اعلیٰ ذات کی طرزِ زندگی پسندیدہ اور قابلِ تقلید ہے یہ ظاہر کرتا ہے۔

(3) ثقافت کاری سے خواتین کے درجے میں قابلِ ذکر تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے۔

مغربیت

یورپی لوگوں کے رابطہ سے مغربیت کا تعمل کا آغاز ہوا تھا۔ حالانکہ انگریزوں نے 150 سال حکومت کی اس سبب سے ان کا اثر زیادہ ہوا ہے۔ مغربیت تبدیلی کا ایک اہم سماجی – ثقافتی تعمل ہے۔

مغربیت کے کئی معنی کیے جاتے ہیں۔ اُن میں تین باتوں کو شامل کیا جاتا ہے :

(1) انجینئری اور سائنس

(2) ادارے، طرزِ فکر، اقدار۔

(3) اشیاء، زبان وغیرہ۔

'جدید ہندوستان میں سماجی تبدیلی' کتاب میں ایم.این. سرینواس نے مغربیت کے خیال کو تفصیل سے سمجھایا ہے۔ اس کے ضمن میں وہ کہتے ہیں کہ ''مغربیت ایک ایسا تعمل ہے کہ جس میں ہندوستان میں ڈیڑھ سو سالہ انگریزوں کی حکومت کی وجہ سے بھارتی سماج اور تہذیب میں مختلف سطحوں میں تبدیلیاں آئی ہیں، مثلاً، انجینئری، اداراتی، فکری اور قدروں سے متعلق وغیرہ''۔

مغربیت ایک وسیع، پیچیدہ اور کثیر جہت خیال ہے۔ اس کے ایک سرے پر مغربی ٹیکنالوجی سے لے کر دوسرے سرے پر جدید سائنس اور جدید تاریخ کی تصنیف تک کا وسیع میدان شامل کیا گیا ہے۔ یہاں اس بات کو واضح کرنا ضروری ہے کہ تہذیب کاری اور مغربیت، یہ ہندوستان میں نظامی تبدیلیوں کے بالمقابل سماجی تبدیلیوں کو سمجھانے والے خیال ہیں۔

نئے اقدار، معیار اور اداروں کے ذریعے جو تبدیلیاں ہوئیں اسے ہم مغربیت کہہ سکتے ہیں یعنی مغربی فکر کی انسان دوست، سیکولر، روادارانہ، مساوات پسند قدروں کے انگریزوں کے دورِ حکومت میں ہندوستان میں داخل ہونے سے، ہندوستانی سماجی زندگی کے مختلف شعبوں میں جو تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں ان کو ظاہر کرنے والا تعمل۔

مغربیت کے پہلو

ایم.این. سرینواس نے کئی مثالوں کے ذریعے ہندوستان پر مغربیت کے اثرات مندرجہ ذیل پہلوؤں کے ذریعے سمجھائے ہیں:

(1) انگریزی دورِ حکومت میں ہندوستان میں خاص طور پر زراعت کے شعبے میں چند قانون اور انتظامیہ روبہ عمل لانے سے وسیع تبدیلیاں ہوئیں۔ اٹھارویں صدی کے آخری سالوں میں زمینداری، ریّت واری جیسا نظام زمین مالکی اور محصول وصول کرنے کے بارے میں داخل کیے گئے۔ نتیجتاً دیہاتی علاقوں میں نئے زمینی تعلقات وجود میں آئے۔

(2) انگریزوں نے سماجی نظام کی بقا کے لیے نئے قاعدے قانون اور نظامِ عدالت کی بنیاد ڈالی، لشکر اور پولیس اداروں کی از سرِ نو تشکیل کی جس کی وجہ سے سماج میں بہت بڑی تبدیلی واقع ہوئی۔

(3) انگریزوں نے ہندوستان میں مغربی نظامِ تعلیم داخل کیا، جس کی وجہ سے تعلیم سب کے لیے عام ہوئی اور سب کو موقع ملا۔ وقت گذرتے اس تعلیمی نظام نے دیہاتی علاقوں تک نئے خیالات اور قدروں کی تبلیغ کی۔

(4) انگریزوں نے ہندوستان میں چھاپہ خانہ کی ابتداء کی جس سے اخبارات، کتابیں، رسائل وغیرہ کی اشاعت شروع ہوئی اور پھیلی۔ سماج کی مختلف قوموں اور گروہوں کو اپنے خیالات کے اظہار کے لیے چھاپہ خانہ کی جدید سہولت فراہم کی جس کی وجہ سے عالمی سطح کے نئے خیالات اور قدروں کی تشہیر ہوئی۔

(5) مغربیت کی ایک اہم اثر کو سرینواس 'انسان پسندی' کے ضمن میں جانچتے ہیں۔ ذات، اقتصادی حالت، مذہب، عمر اور نسلی تفریق وغیرہ تمام کے لیے مثالی فلاح اور اس کے ساتھ مساوات، آزادی اور سیکولرزم کے مغربی خیالوں نے ہندوستان میں انسانیت دوست ماحول پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کے زیرِ اثر ہندوستان میں سماجی اصلاح کی کئی سرگرمیاں شروع ہوئیں۔

(6) مغربیت کے زیرِ اثر ترقی یافتہ بیوپار وصنعتوں کی وجہ سے نیز تعلیم کی اشاعت کے نتیجے میں ایک جدید وسطی طبقہ وجود میں آیا۔ انگریز حکومت کے ذریعے شروع کی گئی انتظامیہ میں ملازمت کرنے والا تعلیم یافتہ چھوٹا طبقہ وقت گذرنے پر جدید ہندوستان میں ایک بااثر وسطی طبقے کے طور پر وجود میں آچکا ہے۔ اس طبقہ میں وکلاء، ڈاکٹر، پروفیسر، ادیب نیز فن کار کا روشن خیال طبقہ بھی وجود میں آیا۔ اس نئے طبقہ کے زیرِ اثر ملک میں مغربی تہذیب کے چند عناصر کو قبول کیا گیا اور شہروں میں جدیدیت کو فروغ ملا۔

(7) انگریزی حومت کے دوران آزادی کی لڑائی میں مغربی جمہوریت، حریت پسندی اور وطن پرستی سے ترغیب حاصل کرکے قومی رہنماؤں نے لوگوں کو اکٹھا کرنے کا کام کیا۔ آزادی کی تحریک کے سالوں میں جمہوریت کی جانب عقیدہ واعتماد اتنے ترقی پذیر ہوئے کہ آزاد ہندوستان میں لوگوں نے جمہوری طرز حکومت کو قبول کرلیا۔ یہ مغربیت کا اثر ہے ایسا کہا جاسکتا ہے۔

عالمگیریت (گلوبلائزیشن)

21 ویں صدی میں سماجی تبدیلی کی بحث گلوبلائزیشن اور لبرلائزیشن کے حوالہ کے بغیر نامکمل ہے۔ ویسے تو، گلوبلائزیشن کا عمل ہندوستان کے لیے نیا نہیں ہے۔ لیکن 20 ویں صدی کی آخری دہائیوں میں پوری دنیا میں تین عملات شروع ہوئے، لبرلائزیشن، نجی کاری اور گلوبلائزیشن۔ ان تینوں عملوں نے ملک کے اقتصادی نظام اور ثقافت پر اثر ڈالی ہے۔ ان عملوں کی وجہ سے بہت تیزی کے ساتھ 'دنیا ایک سماج اور ایک بین الاقوامی بازار بن جائے گی' ایسا خطرہ لاحق ہونے کی وجہ سے ماہرینِ عمرانیات اور بشریات کو ان دونوں عمل کے مطالعہ میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ تبدیلی کے سماجی-تہذیبی عمل کے طور پر اب ہم گلوبلائزیشن اور لبرلائزیشن کے خیال کو سمجھیں گے۔

گلوبلائزیشن

گلوبلائزیشن پیچیدہ سماجی، اقتصادی، سیاسی عمل ہے جو دنیا کے ہر ملک میں نظر آتا ہے۔ ماہرینِ سماجیات کی نظر میں گلوبلائزیشن کا عمل وقت اور مادّی فاصلوں کو کم کرکے ملک اور ریاست کو قریب لے آیا ہے اور دنیا ایک گاؤں کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ ترسیل وابلاغ کے انقلاب اور مشینی ذرائع نے اس عمل کو حرکت دی ہے۔

گلوبلائزیشن کے معنی

گلوبلائزیشن کا آسان معنی یہ ہوتا ہے کہ ساری دنیا کے ممالک عالمی سطح پر غور وفکر کریں۔ یعنی کوئی بھی ملک صرف اپنی سیاست، معیشت، سماج یا تہذیب کے بارے میں منفرد طور پر نہ سوچتے ہوئے دنیا کے حوالے سے ہی غور کرے۔

سماجی زاویۂ نظر سے دیکھیں تو تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ مقامی اور عالمی سماج کے لوگ ایک ہی ڈور سے بندھ گئے ہیں۔ اس کے لیے مختلف عمل تمام عالم کے لوگوں کے سماجی تعلقات پر گہرا اثر ڈالتے ہیں اور انہیں قریب لاتے ہیں، جسے ماہرینِ عمرانیات گلوبلائزیشن کے طور پر دیکھتے ہیں۔

گلوبلائزیشن کی تعریف :

گیڈینس – ''مختلف لوگوں اور دنیا کے مختلف علاقوں کے بیچ بڑھتی ہوئی باہمیت ہی گلوبلائزیشن ہے۔ یہ باہمیت سماجی اور اقتصادی تعلقات میں ہوتی ہے۔ اس میں وقت اور مقام حاصل ہوجاتا ہے۔''

یوگیندر سنگھ – ''ہندوستانی سماج میں 1990 کی دہائی کے بعد انقلابی تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ گلوبلائزیشن کی وجہ سے سماجی طبقاتی ہیئت بدلی ہے۔ ساتھ ہی سماجی تبدیلی کی رفتار میں بدلاؤ آیا ہے۔ نیز آبادی پر مبنی تبدیلی، شہرکاری اور صنعت کاری کا عمل تیز ہوا ہے۔''

مالکم واٹرس – ''گلوبلائزیشن ایک عمل ہے، جس میں سماجی-تہذیبی نظام پر جو جغرافیائی دباؤ ہوتا ہے وہ پسِ پُشت ہو جاتا ہے اور لوگ بھی یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ جغرافیائی حدود بے معنی یا بے مطلب ہوتی ہیں۔''

گلوبلائزیشن کی خصوصیات :

گلوبلائزیشن ایک پیچیدہ عمل ہے۔ اس عمل کے تحت جدیدیت، صنعت کاری اور سرمایہ داری کا شمار ہوتا ہے۔ ترسیل وابلاغ کے انقلاب نے اس کی اشاعت میں مدد کی ہے۔ گلوبلائزیشن مندرجہ ذیل خصوصیات کے ذریعے زیادہ واضح طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔

(1) پیچیدہ تعمل ہے :

گلوبلائزیشن ایک پیچیدہ تعمل اس لیے ہے کہ اس کے ساتھ لبرلائزیشن اور نجی کاری مضبوطی سے جڑے ہوئے ہیں۔ مزید گلوبلائزیشن علّت اور نتیجہ دونوں طرح سے اثر انداز ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک پیچیدہ تعمل ہے۔

(2) کثیر پہلوؤں والا تعمل ہے :

گلوبلائزیشن اقتصادی، سیاسی، سماجی-تہذیبی جیسے کئی پہلو کا حامل تعمل ہے۔ اگرچہ عمرانیات کو گلوبلائزیشن کے صرف سماجی-تہذیبی پہلوؤں اور نتائج کے مطالعہ میں ہی دلچسپی ہے۔

(3) نئی دریافت اور اشاعت کا تعمل :

اس عمل کے ذریعہ نئی صنعتیں، نئی ٹیکنالوجی اور نئی دریافتوں کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ ساتھ ہی پوری دُنیا میں اس کی اشاعت کو حرکت ملی ہے۔ مثلاً اِنٹرنیٹ اور خدماتی صنعت۔

(4) شہری اختیارات اور انسانیت کو اُجاگر کرنے والا تعمل ہے :

گلوبلائزیشن کے تعمل کے سبب دُنیا میں غریبی دور کر کے تعلیم، صحت کے لیے دباؤ کھڑے کیے گئے ہیں۔ حق معلومات کا قانون، سب کے لیے غذا جیسے قانون بنے ہیں۔ نیز ماحول میں تبدیلی کے سبب آنے والی قدرتی آفات سے نکالنے اور امداد فراہم کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

(5) عالمگیر ثقافت :

کچھ ماہرین کی رائے کے مطابق اس عمل کے نتیجے میں دنیا ایک گاؤں بننے پر ایک نئی تہذیب وجود میں آئے گی جس کی اثر خاندان، شادی-تفریح، فن-ادب جیسے شعبوں پر ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر پوری دنیا میں ویلینٹائن ڈے منایا جاتا ہے۔

(6) ثقافت کا اختلاط :

گلوبلائزیشن کے تعمل کے نتیجے میں ترسیل وابلاغ، سیاحت، نقل مکانی، پیغام رسانی وغیرہ جیسے کئی تعملات آج اتنے تیز ہوگئے ہیں کہ دنیا کی تہذیبیں ایک دوسرے کے ربط میں آنے سے باہم گھل مل رہی ہیں۔ مثال کے طور پر بھانگڑا، پوپ، فیوزن سنگیت۔

(7) لین دین کا ذریعہ کرنسی (زرومبادلہ) :

گلوبلائزیشن کی وجہ سے لین دین کے ذریعہ کے طور پر مبادلہ اشیاء کی جگہ دنیا میں ایک مشترک کرنسی کا خیال پھیل رہا ہے۔ مثلاً امریکی ڈالر۔

(8) بازاروں کا غلبہ :

آج کاروبار میں بازار کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ آج عالمی سطح پر اقتصادی نظام کا ایک جال بن گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں اشیاء کے استعمال کے طریقے پوری دنیا میں تقریباً ایک جیسے ہوگئے ہیں۔ مثلاً نوڈلس اور پیزا۔

(9) نئی سماجی تحریکیں :

یوگندر سنگھ کی رائے کے مطابق آج تیسری دنیا میں اور خصوصی طور پر ہندوستان میں گلوبلائزیشن کے نتیجے میں جو تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں، اس نے کئی نئی تحریکوں کو جنم دیا ہے۔ جیسے خواتین کی تحریکیں، انسانی حقوق سے متعلق تحریکیں وغیرہ۔

مختصر یہ کہ گلوبلائزیشن کے تعمل نے عالمی سطح پر ملک وریاست کو قریب لاکر جدیدیت اور مابعد جدیدیت کو تیز بنا کر سماجی، تہذیبی، اقتصادی، سیاسی تعلق پیدا کیا ہے۔

آزادکاری (لبرلائزیشن)

آزادیٔ ملک کے بعد بھارتی اقتصادی نظام اور بازار کو قانون سازی کے ذریعے عالمی مقابلے سے محفوظ رکھا گیا تھا۔ نیز رعایا کی فلاح کے لیے حکومت کو اہم کردار ادا کرنے کا اصول نیز سماجی عدل پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے مطابق پالیسی کے فیصلے لیے گئے تھے۔

لیکن 1991 کی ابتدائی حصّے میں اقتصادی نظام میں غیر ملکی زرِ مبادلہ خزانہ میں کم ہوتا جارہا تھا، اقتصادی حالت نازک تھی۔ لہٰذا، ملک کی اقتصادی حالت میں نئی روح پھونکنے کے لیے اقتصادی پالیسی ظاہر کی گئی۔ جس میں غیر ملکی بیوپار کے پس منظر میں تقریباً آزاد کہی جاسکے ایسی پالیسی کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ طویل عرصی درآمد-برآمد پالیسی کے تحت درآمدی ٹیکس کا تناسب جیسی پابندیاں کم کی گئیں جسے لبرلائزیشن کہہ سکتے ہیں۔

لبرلائزیشن کے معنی

لبرلائزیشن کی پالیسی کا مطلب ہے نجی کاری کی پالیسی۔ حکومت کے ذریعے صنعتی میدان میں زیادہ پروانے دینا، سرمایہ کاری اور منافع کے حصول کے لیے نجی شعبوں کے لیے موافقت کرنا اِس میں شامل ہے۔ مختصر یہ کہ صنعتوں کے قیام اور ترقی میں بے دخلی کی پالیسی کا مطلب ہے لبرلائزیشن۔ یہ گلوبلائزیشن کی اولین شرط ہے اور اِس کے لیے نجی کاری لازمی تعمل ہے۔

لبرلائزیشن کی تعریف :

لبرلائزیشن یعنی گلوبلائزیشن کے ضمن میں عالمی بازار ملک کے اقتصادی نظام کے لیے فائدہ مند ہو اِس سے موافق بیوپار-صنعت کاری کو کنٹرول کرنے کے اصول اور اقتصادی پابندیوں سے آزادی دینا۔ مثال کے طور پر کئی شعبوں میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت دینا۔

لبرلائزیشن کے فوائد :

- غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا، کثیر الملکی کمپنیوں نے ہندوستانی کمپنی کے ساتھ ساجھے داری کی جس سے جدید ٹیکنالوجی کا فائدہ حاصل ہوا اور پیداوار میں اضافہ ہوا۔
- گاہکوں کو واجب داموں پر بہترین اشیاء ملنے لگیں۔
- نجی کاری اور کھلی حریفائی کی وجہ سے پیداکار واجب داموں پر معیاری اشیاءفروخت کرنے لگے۔
- ہر شعبے میں مسابقہ ہوا، لہذا عالمی مسابقہ میں قائم رہنے کے لیے انتظامی طریقوں اور کاریگروں کی مہارتوں سے وابستہ تعلیم وتربیت کی اہمیت میں اضافہ ہوا۔
- قرضوں پر سود میں کمی ہونے سے پیداوار کی لاگت میں کمی آئی۔
- لبرلائزیشن کی وجہ سے ٹی.وی.چینل، موبائل، انٹرنیٹ کی کمپنیاں اور آن لائن شاپنگ کو بڑھاوا ملا۔
- لبرلائزیشن کے ذریعے صارفیت کے کو بڑھاوا دیا۔ بازار فیصلہ کن بن گئے۔
- لبرلائزیشن کے ذریعے لوگوں کی طرزِ زندگی اور استعمال کی چیزوں میں ایک بڑی تبدیلی واقع ہوئی۔
- لبرلائزیشن کے وجہ سے سماجی-تہذیبی لین دین میں تیزی واقع ہوئی ہے۔

لبرلائزیشن کے نقصانات :

لبرلائزیشن کے نقصانات حسبِ ذیل ہیں :

- نجی کاری اور لبرلائزیشن کے عمل کے بعد روزگار کے مواقع میں کمی واقع ہوئی ہے اور بے روزگاری کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔
- زراعت کے شعبے میں اضافہ کی شرح کم ہوئی ہے۔ کثیر الملک کمپنی کے بی.ٹی.بیج، کیمیاوی کھادیں اور جراثیم کش دواؤں نے زمین کی زرخیزی میں کمی پیدا کی ہے اور آلودگی میں اضافہ کیا ہے۔
- ترقی یافتہ ممالک لبرلائزیشن کے نام پر تیسری دنیا کے ملکوں میں آلودگی پیدا کرنے والی صنعتیں لگا کر ماحولیاتی عدم توازن پیدا کرتے ہیں۔
- عالمی بیوپاری ادارے کی شرائط پر عمل کرنے سے درآمد ٹیکس میں بڑے پیمانے پر کمی ہوئی اور درآمد کو آسان بنایا گیا، جس کی وجہ سے برآمد کے اضافہ میں کمی واقع ہوئی۔
- کثیر الملک کمپنیاں ہندوستان میں سستی زمین حاصل کرتی ہیں اور ملازمین کو کم تنخواہ دیتی ہے اور بڑا منافع کما کر اپنے ملک میں بھیجتی ہے۔ اس طرح آمدنی بیرون ملک میں پہنچ جاتی ہے۔
- بینکنگ کے شعبے میں اصلاح کے ذریعے ریزرو بینک آف انڈیا (R.B.I.) نے ڈپازٹ اور چھوٹی بچت منصوبہ کے سود کی شرح بتدریج کم کی جس کے سبب وسطی طبقہ اور پنشن پانے والے طبقے کو نقصان ہوا ہے۔